﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد13

جمعۃ المبارک 08/دسمبر2006ء

16/ذوالقعدہ1427ہجری قمری 08/فتح 1385 ہجری شمسی

شمارہ 49

شیطان کی تین گرہیں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جب تم سوجاتے ہو تو شیطان ہر ایک کے سر کے پیچھے گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے سوئے رہو ابھی رات لمبی ہے۔ جب کوئی اٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ وضو کرنے پر دوسری اور نماز پڑھنے پر تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ خوشی اور پاکیزہ سانسوں کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ گندی سانسوں اور سُستی کے ساتھ دن کا آغاز کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب عقد الشیطان حدیث نمبر 1074)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

چونکہ خدا جانتا تھا کہ ایک وقت آئے گا جبکہ مسلمان یہود سیرت ہو جائیں گے اس لئے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ والی دعا سکھا دی۔

یہودیوں کی شرارتیں اور شوخیاں اسی حد تک ہیں کہ اُن کی سزا اسی دنیا میں دی جاسکتی تھی لیکن ضَآلِّیْن کی سزا یہ دنیا برداشت نہیں کرسکتی اس لئے ان کی سزا کے واسطے دوسرا جہان مقرر ہے۔

پادریوں پر اسلام ایک بڑا بھاری صدمہ ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کو وہ مغلوب نہیں کرسکتے۔

”یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پچیس برس سے صبر کرتا رہا ہے۔ ان لوگوں نے کوئی دقیقہ میری مخالفت کا اٹھا نہیں رکھا۔ ہر طرح سے شوخیاں کی گئیں، طرح طرح کے الزام ہم پر لگائے گئے اور ان شوخیوں اور شرارتوں میں پوری سرگرمی سے کام لیا گیا۔ ہر پہلو سے میرے فنا اور معدوم کرنے کے لئے زور لگائے گئے اور ہمارے لئے طرح طرح کے کفرنامے تیار کئے گئے اور نصاریٰ اور یہود سے بھی بدتر ہمیں سمجھا گیا۔ حالانکہ ہم کلمہ طیبہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ پر دل وجان سے یقین رکھتے تھے۔ قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کی سچی اور کامل کتاب سمجھتے تھے اور سچے دل سے اُسے خاتم الکتب جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین سمجھتے تھے۔ وہی نمازیں تھیں، وہی قبلہ تھا۔ اسی طرح سے ماہ رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ حج اور زکوٰۃ میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ کون سے وجوہات تھے جن کے سبب سے ہمیں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ٹھہرایا گیا اور دن رات ہمیں گالیاں دینا موجبِ ثواب سمجھا گیا“۔ {”مَیں نے ان کے کفرناموں میں دیکھا کہ لکھتے ہیں اس کا کفر یہود ونصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں، آنحضرتﷺ کا نام تعظیم سے لیتے ہیں، جان تک فدا کرنے کو حاضر ہیں کیا وہ ان سے بدتر ہیں جو ہر وقت نبی کریمﷺ کو گالیاں دیتے رہتے ہیں“۔ (بدر جلد 7 مورخہ 9/جنوری 1908ء)۔} ”آخر شرافت بھی تو کوئی چیز ہے۔ اس طرح کا طریق تو وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جن کے ایمان مسلوب اور دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ غرض چونکہ خدا جانتا تھا کہ ایک وقت آئے گا جبکہ مسلمان یہود سیرت ہو جائیں گے اس لئے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ والی دعا سکھا دی اور پھر فرمایا وَلَا الضَّآلِّیْنَ یعنی نہ ہی ان لوگوں کی راہ پر چلانا جنہوں نے تیری سچی اور سیدھی راہ سے منہ موڑ لیا۔ اور یہ عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انجیل کے ذریعہ سے یہ تعلیم ملی تھی کہ خدا کو ایک اور واحد لاشریک مانو۔ مگر انہوں نے اس تعلیم کو چھوڑ دیا اور ایک عورت کے بیٹے کو خدا بنا لیا۔

کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِم تو بڑا سخت لفظ ہے اور ضَآلِّیْن نرم لفظ ہے۔ یہ نرم لفظ نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہودیوں کا تھوڑا گناہ تھا وہ توریت کے پابند تھے اور اس کے حکموں پر چلتے تھے گو وہ شوخیوں اور شرارتوں میں بہت بڑھ گئے تھے مگر وہ کسی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنانے کے سخت دشمن تھے“۔ {”ہم نے ایک یہودی سے اس کے مذہب کی نسبت پوچھا تو اس نے کہا ہمارا خدا کی نسبت وہی عقیدہ ہے جو قرآن میں ہے۔ ہم نے اب تک کسی انسان کو خدا نہیں بنایا۔ اس اعتبار سے تو یہ ضَآلِّیْن سے اچھے ہیں مگر شوخی شرارت میں ضَآلِّیْن سے بڑھ کر ہیں۔ پس اس لئے کہ انہیں دُنیا میں سزا ملی ان کا ذکر پہلے آیا“۔ (بدر جلد 7 نمبر 1 مورخہ 9/ جنوری 1908ء)}

اور سورۃ فاتحہ میں ان کا نام جو پہلے آیا ہے تو وہ اس واسطے نہیں کہ ان کے گناہ زیادہ تھے بلکہ اس واسطے کہ اسی دنیا میں ہی ان کو سزا دی گئی تھی اور اس کی مثال اس طرح پر ہے کہ ایک تحصیلدار انہی کو جرمانہ کرتا ہے جن کا قصور اس کے اختیار سے باہر نہیں ہوتا۔ مثلاً فرض کرو کہ کسی بھاری سے بھاری گناہ پر وہ اپنی طرف سے 50-60 روپیہ جرمانہ کرسکتا ہے لیکن اگر قصور وار زیادہ کا حقدار ہو تو پھر تحصیلدار یہ کہہ کر کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے اور کہ تمہاری سزا کا یہاں موقع نہیں، کسی اعلیٰ افسر کے سپرد کرتا ہے۔ اسی طرح یہودیوں کی شرارتیں اور شوخیاں اسی حد تک ہیں کہ ان کی سزا اسی دنیا میں دی جاسکتی تھی لیکن ضالین کی سزا یہ دنیا برداشت نہیں کرسکتی کیونکہ ان کا عقیدہ ایسا نفرتی عقیدہ ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (مریم:91-92)۔ یعنی یہ ایک ایسا بُرا کام ہے جس سے قریب ہے کہ زمین آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ غرض یہودیوں کی چونکہ سزا تھوڑی تھی اس لئے ان کو اسی جہان میں دی گئی اور عیسائیوں کی سزا اس قدر سخت ہے کہ یہ جہان اس کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے ان کی سزا کے واسطے دوسرا جہان مقرر ہے۔

اور پھر یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ یہ عیسائی صرف ضَآل ہی نہیں بلکہ مُضِلّ بھی ہیں۔ ان کا دن رات یہی پیشہ ہے کہ اَوروں کو گمراہ کرتے پھریں۔ پچاس پچاس ہزار، ساٹھ ساٹھ ہزار بلکہ لاکھوں پرچے روز شائع کرتے ہیں اور اس باطل عقیدہ کی اشاعت کے لئے ہر طرح کے بہانے عمل میں لاتے ہیں۔ یاد رکھو گورنمنٹ کو ان پادریوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایک انگریز یہاں آیا تھا۔ جاتی دفعہ پوچھنے لگا کہ میرے راستہ میں کسی پادری کی کوٹھی تو نہیں؟ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پادریوں سے سخت نفرت کرتا تھا...........“۔

”اب نتیجہ یہ ہے کہ یہ جو مَیں نے ضَآلِّیْن کہا ہے تو اس سے مراد عیسائی اور پادری ہیں۔ انگریز اس سے مراد نہیں کیونکہ انگریز تو ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں ایک دفعہ بھی انجیل پڑھی ہوئی نہیں ہوتی۔ ان پادریوں پر اسلام ایک بڑا بھاری صدمہ ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کو وہ مغلوب نہیں کرسکتے........... عیسائی تو اسلام کے مقابلہ پر کسی صورت میں نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ انہوں نے ایک انسان کو جس کا باپ بھی موجود تھا، چار بھائی اور دو بہنیں بھی تھیں اور پھر یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں بھی کھاتا پھرتا تھا خدا تجویز کرلیا ہے اور اپنی نجات کے لئے اس کو لعنتی موت سے مرا ہوا سمجھ لیا ہے حالانکہ دنیا بھر میں یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ سر درد ہو تو زید کو اور بکرا اپنے سر پر پتھر مار کر پھوڑ لے اور پھر اس سے زید کی سر درد جاتی رہے“۔ {”مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ایک مسلمان کا بچہ ان لغویات کو قبول نہیں کرسکتا“۔ (بدر جلد 7 نمبر 1 صفحہ 8 مورخہ 9/جنوری 1908ء)}

”سوچنا چاہئے کہ گناہ تو کیا زید نے مگر بکر اس کی جگہ سولی چڑھے ' یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں ورنہ ان کے دل تو اس عقیدہ سے متنفر ہیں۔ اور اب تو خدا کی طرف سے توحید کی ہوا چل رہی ہے اور بہت سے لوگ اس انسان پرستی کو چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کرتے جاتے ہیں“۔ (ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 390-394 جدید ایڈیشن)

ڈینگو یا ڈینگی بخار (Dengue Fever)
اور چکن گونیہ بخار (Chikungunya Fever)
کا ہومیو علاج

آج کل برصغیر پاک و ہند میں ایک وبائی مرض پھیلا ہوا ہے جس کو ڈینگو یا ڈینگی بخار کہتے ہیں۔ ڈینگو بخار کو ہڈی توڑ بخار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک شدید قسم کا متعدی بخار ہے جو اکثر وبائی صورت میں پھیلتا ہے۔ ملیریا بخار کی طرح اس بیماری کا محرک بھی ایک خاص قسم کا مچھر ہے جس کو Aedes Aegypti کہتے ہیں جس کے کاٹنے سے یہ بیماری مریضوں سے تندرست اشخاص میں پھیل جاتی ہے۔

اس بیماری میں بخار کے ساتھ ساتھ جسم پر سرخ دانے نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ سر درد، گلا خراب، بھوک بند اور متلی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی جسم کے تمام عضلات اور ہڈیاں سخت درد کرتی ہیں جیسے کہ توڑ دی گئی ہوں۔ اسی لئے اس بخار کو ہڈی توڑ بخار کہا جاتا ہے۔

ڈینگی بخار کی زیادہ خطرناک صورت ''ہیمر جیک بخار'' (Haemorrhagic Fever) ہے جس میں خون کو انجماد کرنے کا سسٹم بُری طرح متأثر ہوتا ہے جس وجہ سے جریان خون کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے جو کہ ایک خطرناک صورت حال ہے۔ یہ تکلیف عموماً بچوں میں پائی جاتی ہے۔

چکن گونیہ بخار (Chikungunya Fever) بھی ایک متعدی بخار ہے جو کہ افریقن اور ایشین ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ اس مرض کا سبب بھی مچھر کی ایک قسم ہے جس کے کاٹنے سے یہ وباء پھیلتی ہے۔ چکن گونیہ بخار کی تمام علامات بھی ملیریا بخار اور ڈینگو بخار سے مشابہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ان بخاروں کے علاج اور حفظِ ماتقدم کے لئے جو دوائیں تجویز فرمائی ہیں وہ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

ھُوَالشّافی

(1) Thphoidinum + Pyrogenum 200

(2) Acconite + Arsenic Alb. 200

نمبر 1 اور نمبر 2 باری باری ہفتہ میں ایک ایک خوراک

(3) Rhustox + Bryonia + China + Ipecac + Eupatorium 30

دن میں تین بار۔

(4) Echinacea Q

دس قطرے دن میں دوبار۔ کھانے کے بعد (چند گھونٹ پانی میں ملا کر)

حفظ ماتقدم کے لئے:

(1) Dengue Fever 200

ہفتہ میں ایک بار

(2) Rhus Tox + Bryonia + China + Eupatorium + Ipecac

دن میں ایک بار

(ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی۔ لندن)

وقف جدید کا مالی سال 2006ء

وقف جدید کا مالی سال 2006ء، 31/دسمبر کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ تمام امراء، صدران اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی سالانہ رپورٹ مقررہ فارم پر 25/دسمبر تک وکالت مال لندن کو بھجوانے کا انتظام کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللّٰہ احسنَ الجزاء۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''**دینی عقل اور ہے اور دنیوی عقل اور ہے۔ جو لوگ دنیوی عقل میں ریاضت کرنے والے ہیں وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ان کو ساتھ ہی دینی عقل بھی حاصل ہوگئی ہے بلکہ دینی عقل تقویٰ سے تیز ہوتی ہے**''۔
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ17)

ھدیۂ نعت

بحضور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم

نبوت ختم ہے تجھ پر ، رسالت ختم ہے تجھ پر
ترا دیں ارفع و اعلیٰ شریعت ختم ہے تجھ پر

ہے تیری مرتبہ دانی میں پوشیدہ خُدا دانی
تُو مظہر ہے خُدا کا نورِ وحدت ختم ہے تجھ پر

ترے ہی دم سے بزمِ انبیاء کی رونق و زینت
تُو صدرِ انجمن ، شانِ صدارت ختم ہے تجھ پر

تری خاطر ہوئے تخلیق یہ ارض و سما پیارے
یہی وجہِ ضرورت تھی ، ضرورت ختم ہے تجھ پر

خدا خود نعت لکھتا ہے تری قرآن کی صورت
عجب ہے شانِ محبوبی ، وجاہت ختم ہے تجھ پر

مزمّل بھی، مدثّر بھی ہے تُو، یٰسین و طٰہٰ بھی
انوکھے نام ہیں تیرے یہ نُدرت ختم ہے تجھ پر

شریعت کے محل کا آخری پتھر ہے تو پیارے
ادھورے کو کیا پورا یہ سُنّت ختم ہے تجھ پر

ترے ہی ہاتھ سے تکمیلِ دیں اللہ نے فرمائی
ہوا اتمام نعمت کا یہ نعمت ختم ہے تجھ پر

نہیں ہے باپ گرچہ تُو کسی بھی مرد کا لیکن
تُو مُہرِ انبیاء ، شانِ رسالت ختم ہے تجھ پر

نہیں حاجت کسی دستور کی اب بعد قرآں کے
یہی منشورِ کامل ، کاملیّت ختم ہے تجھ پر

کیا وہ کام تنہا جو نبی مل کر نہ کر پائیں
فہم انمول تیرا ،قابلیت ختم ہے تجھ پر

تُو آ کر بعد میں بھی سب پہ بازی لے گیا پیارے
یہ ہمّت ختم ہے تجھ پر ، یہ سبقت ختم ہے تجھ پر

خُدا میں جذب ہو کر تُو ابد تک ہو گیا زندہ
فنا ہو کر بقا پائی ، طریقت ختم ہے تجھ پر

تری ہی ذات میں آ کر ہوئی اکمل ہر اک خوبی
مروّت ہو ، متانت ہو کہ اُلفت ختم ہے تجھ پر

شبِ معراج تُو نے بامِ عرفاں کو چھُوا جا کر
یہی حدِ فضیلت تھی ، فضیلت ختم ہے تجھ پر

تُو ہفت افلاک کو اک جَسْت میں طے کر گیا عرشیؔ
یہ شوکت ، یہ سعادت ، یہ امامت ختم ہے تجھ پر

(ارشاد عرشی ملک)

کتاب

”تہتّر فرقے کیسے بنے؟“ پر ایک نظر

(چوہدری ظفر اللہ خان طاہر۔ استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ۔)

ایک صاحب موسیٰ خان جلالزئی نامی نے ”تہتر فرقے کیسے بنے“ کے نام سے 189 صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ فکشن ہاؤس 18۔ مزنگ روڈ لاہور سے 1996ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب گیارہ فصول اور ایک ضمیمہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں ایک تو کچھ تو تاریخی امور ہیں جن کو مصنف نے صحیح درج کیا ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے حوالے سے بعض ایسی غلطیاں کی ہیں جس قسم کی غلطیاں عام طور پر لوگ کرتے ہیں۔ یہ غلطیاں کرنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے جماعت کے عقائد کے بارہ میں اصل کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا ہوتا یا پھر بالکل سطحی مطالعہ ہوتا ہے۔ دوسرے وہ جو ہر چیز جانتے ہیں اور حقائق کو سمجھتے ہیں مگر چونکہ ان کی نظر تعصب کی عینک سے ہو کر گزرتی ہے اس لئے وہ سیدھی بات کو الٹا اور سچ کو جھوٹ اور حقیقت کو فریب دیکھتے ہیں اور اسی کا اظہار ان کی تحریرات اور تقاریر سے ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب کے مصنف میرے نزدیک پہلی قسم کے لوگوں میں شامل ہیں۔ اور میرا حسن ظن یہی ہے کہ انہوں نے جماعت کے حوالے سے جو کچھ خلاف حقیقت درج کیا ہے وہ محض ایک عمومی تاثر اور شنید کا نتیجہ ہے۔ واللہ اعلم۔

خاکسار اس کتاب کے حوالے سے مضمون کے حصہ اوّل میں بعض ان امور کے درج کرنے پر اکتفا کرے گا جو کہ مصنف نے تاریخی حقائق کے طور پر درج کئے ہیں اور اس میں کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ خاکسار نے نفسِ مضمون کو واضح کرنے کے لئے ان اقتباسات پر عناوین لگا دئے ہیں۔

دوسرے حصۂ مضمون میں بعض ان امور پر تبصرہ ہوگا جو کہ جماعت احمدیہ کے حوالے سے مصنف نے درج کئے ہیں۔

موسیٰ جلالزئی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

انگریزی حکومت اور مذہبی آزادی

”ہندوستان کی برطانوی حکومت نے شروع ہی سے مذہبی معاملات کے متعلق قطعی طور پر غیر جانبدار رہنے کا وعدہ کر رکھا تھا اور جس قانون کے مطابق یہ اہل ہند کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتی تھی اس میں بھی اس نے ہندوستان کے مذہبی قوانین اور رسوم معلوم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب ان قوانین کو ایک معینہ صورت میں لانے لگے تو معلوم ہوا کہ ملک میں دھرم شاستر اور شرع محمدی کے دائرے میں کئی قانونی فرقے موجود ہیں اور ان کے علاوہ مقامی، خاندانی اور قبائلی رواجوں کے باعث کئی شاخیں پیدا ہوگئی ہیں۔ حکومت نے ان سب کو تسلیم کر کے عملی جامہ پہنایا۔“

(صفحہ 7 زیر عنوان ”پیش لفظ“)

سید احمد بریلوی کا جہاد

”سیاسی تحریک کے رہنما سید احمد بریلوی تھے۔ انہوں نے 1826ء میں سکھوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا اور 1829ء میں ان سے پشاور چھین لیا۔ لیکن ان کے پیرو ان کی ابتدائی فتوحات کو برقرار نہ رکھ سکے۔ اور سید صاحب 1831ء میں بالاکوٹ واقع ضلع ہزارہ میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے“۔ (صفحہ 9)

تحریک ہجرت

”1920ء میں جب تحریک ہجرت چلی تو مسلمانوں نے گاندھی جی کو اپنا رہنما منتخب کر لیا۔ بعض علماء نے جذبات میں آکر گاندھی جی کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ بیانات دئے جس سے بعض فرقوں کے جذبات مجروح ہوئے۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر لاکھوں مسلمانوں کو افغانستان کی طرف جانے پر مجبور کر دیا جبکہ بعض علماء نے گاندھی کو نجات دہندہ کہا۔“ (ص:15)

قیام پاکستان اور علماء

”تقسیم ہندوستان کے دوران علماء کی اکثریت نے قیام پاکستان کی مخالفت کی لیکن جب پاکستان بنا تو ان میں سے بعض پاکستان آگئے۔ اور بعض ہندوستان میں رہ گئے۔ بہر حال جب پاکستان بنا تو اس کے بعد دیوبندی، دیوبندی کی حیثیت سے پاکستان آیا اور بریلوی، بریلوی کی حیثیت سے آیا۔ جس شخص کا جس فرقے سے تعلق تھا پاکستان آکر اس فرقہ سے وابستہ ہوگیا۔ اس دوران علماء نے ایک دوسرے کے خلاف درجنوں فتوے صادر کئے بلکہ محمد علی جناح کے خلاف فتویٰ کفر دیا“۔ (ص:16)

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اور غیر مسلم ریاست میں مسلمانوں کا مقام

”اس طرح مسلم لیگ نے پاکستان بننے کے دوران علماء، مشائخ اور مذہبی جذبات کو کامیابی سے استعمال کیا لیکن جب ملک تقسیم ہوگیا اور پاکستان بن گیا تو اس کے بعد اب علماء کی باری تھی کہ وہ حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ ملک میں شریعت کا نفاذ کیا جائے تا کہ وہ ایک اسلامی مملکت بن سکے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے قیام پاکستان کے فوراً بعد یہ مطالبہ کیا کہ حکومت کے کلیدی اور اعلیٰ عہدے صرف مسلمانوں کو دئے جائیں اور وہ لوگ بھی کہ جو محض برائے نام مسلمان ہیں انہیں یہ ذمہ داری نہیں سونپی جائے لہذا غیر مسلموں کو تو حکومتی عہدوں پر تقرر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ انہوں نے مسلم لیگ پر تنقید کی اور اس پر الزام لگایا کہ اس نے پاکستان بننے کے بعد علماء کو ایک طرف کر دیا اور اسکے بعد سے ان کی ہدایات و مشوروں پر عمل نہیں کیا گیا۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ علماء کی ایک کمیٹی بنائی جائے تا کہ یہ کمیٹی دستور بنانے کے عمل میں شریک ہو۔ چنانچہ علماء کی اس کمیٹی نے 1949ء میں قرارداد مقاصد کے نام سے ایک دستاویز تشکیل دی۔

اس طرح علماء نے دستور بنانے میں جو حصہ لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1957ء، 1962ء اور 1973ء، کے دستوروں میں جو دفعات رکھی گئیں ان میں خصوصیت سے تین دفعات خاص طور سے قابل ذکر ہیں کہ پاکستان کا نام اسلامی ریپبلک آف پاکستان ہوگا۔ (جب ایوب خان نے اس کو اپنے بنائے ہوئے دستور سے حذف کر دیا تو اس پر سخت احتجاج ہوا۔ اور اسے یہ دفعہ دستور میں رکھنا پڑی)۔ ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا اور قرآن و سنّت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

(علماء اور سیاست از ڈاکٹر مبارک علی۔ صفحہ 110-111)

مولانا بدایونی کی دلیل کے مطابق پاکستان میں غیر مسلم رہنے والے اس لئے ذمّی نہیں کہ یہ ملک فتح کے بعد حاصل نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی معاہدے والے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ بھی نہیں کیا گیا ہے لہذا یہ اسلامی ریاست کے شہری نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد دوسرا سوال یہ تھا کہ اگر ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم اس کا شہری نہیں ہو سکتا تو ان مسلمان اقلیتّوں کے بارے میں کیا رائے ہے کہ جو غیر مسلمان ملک میں ہیں؟ اس سوال کے جواب میں مولانا عطاء اللہ بخاری نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ایک مسلمان غیر مسلمان ملک کا وفادار شہری ہو سکے۔ جب اس پر یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ریاست کے وفادار رہیں؟ تو مولانا نے کہا ’ہرگز نہیں‘۔

اس سوال پر کہ کیا آپ ہندوؤں کو یہ اجازت دیں گے کہ وہ اپنا دستور اپنے مذہب کے اصول پر بنائیں تو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے کہا کہ یقیناً اور مجھے اس میں دخل نہیں ہوگا نہ انہیں قانون کے نفاذ کا حق ہوگا اور نہ ہی اہم عہدوں پر ان کا تقرر ہوگا“۔ جب مولانا حامد بدایونی سے قائداعظم کی اس تقریر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس میں انہوں نے ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں کو پاکستان کا شہری قرار دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ: ’وہ اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تمام مذہبی جماعتیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم انہیں ان کی آبادی کے تناسب سے انتظامیہ اور ریاست کے امور میں حصہ دیا جائے لیکن غیر مسلموں کو فوج اور عدلیہ میں نہ لیا جائے نہ ان کا تقرر بطور وزیر کے ہو اور نہ ہی ایسے عہدوں پر کہ جن میں ریاست کی اہم ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔“

(علماء اور سیاست: ڈاکٹر مبارک علی 119-120)

یہ بات طے ہے کہ مولوی کا سب سے مؤثر ہتھیار مذہب ہے اور وہ جس کو چاہے مسلمان اور جس کو چاہے کافر قرار دے کیونکہ کفر اور اسلام کا اختیار ان کے پاس ہے۔ پروفیسر علی حسن مظفر کے مطابق مذہبی ٹولوں کے پاس سب سے بڑا ہتھیار کفر کا فتویٰ ہے۔ ان کی نظر میں ہر وہ شخص کافر ہے جو ان کی محدود سوچ سے بالا تر ہے۔ یہ لوگ جس کو چاہیں جب چاہیں کفر کے فتوی سے ”نواز“ دیتے ہیں۔ ان فتووں کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ان فتووں کے مطابق کوئی مسلمان نہیں بلکہ یہ خود بھی ایک دوسرے کے مسالک کے نزدیک کافر ہیں۔ دراصل یہ سب کچھ ان کے شعور کی عدم بلوغت ہے۔ اور یہ بھی ان کا ہی کیا (ہے)۔

ایک فتوی باز مولوی کے نزدیک شعور ایک خطرناک چیز ہے کیونکہ وہ اس کی علمیت کا بھانڈہ پھوڑتا ہے۔ اس کی عقلوں کا پوسٹ مارٹم کرتا ہے جو اسے گوارا نہیں۔ کیونکہ ایک تو یہ خود عقل کا دشمن ہے اور دوسرے وہ عقلوں کا گورو بنا رہنا چاہتا ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں شعور آجانے کے بعد ممکن نہیں۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے درس و تدریس کے اداروں کو اس خوبصورتی سے استعمال کیا گیا کہ سانپ بھی مر گیا اور سوٹا بھی بچ گیا۔ لوگ اپنے معصوم بچوں کو ان کے پاس چھوڑ کر آتے ہیں کہ یہ دین کی تعلیم دیں گے، عقل و شعور دیں گے، رسول اللہ کی زندگی کا مشن بتائیں گے۔ انقلابی پہلوؤں سے روشناس کروائیں گے۔ مگر اس نے اس معصوم ذہنوں کو یہ کہہ کر زنگ آلود کر دیا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی بات کرنا گناہ ہے، کسی استاد سے سوال جواب کرنا کفر ہے۔ اس دنیا کی زندگی بے کار ہے۔ اس دنیا کا ارتقاء اللہ کو پسند نہیں۔ انسان نے مرجانا ہے۔ گور ٹھکانا ہے۔ اس دنیا کی تعلیم شیطانی تعلیم ہے۔ اس کیلئے تگ و دو کرنا کفر ہے۔“

(’مذہب کوئی ہتھیار نہیں ہے‘ پروفیسر علی حسن مظفر، دوست ایسوسی ایٹس 1988 اردو بازار لاہور 34-44)

(صفحہ: 25 تا 28)

آج مسلمانوں کی حالت

”آج مسلمانوں کی تباہی صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ ”جانثار“ بادشاہوں کی قابل خرید جنس بن چکے ہیں۔ وقت کا حاکم انہیں چند سکوں میں خرید کر جس قسم کے چاہے فتوے حاصل کر سکتا ہے یا ان کو اپنی مرضی کی تبلیغ کر کے Guideline دے سکتا ہے۔ اب یہ بات بادشاہوں کے مفاد میں نہیں کہ عوام کو عقل و شعور آجائے یا عوام خدا کے صحیح پیغام سے آگاہ ہو جائیں جس سے حاکمیت صرف اللہ کی ہے کا ہر مسلمان پہلے ہی دن اقرار کرتا ہے لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ۔ اللہ کے بغیر کوئی خدا نہیں یعنی حاکم نہیں“۔ (صفحہ: 30)

قیام پاکستان اور علماء

”1947ء میں تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے وجود میں آیا تو بد قسمتی سے مذہبی حلقوں نے اس نوزائیدہ مملکت کے قیام کی شدید مخالفت کی۔ ایک انسان کی حیثیت سے سید مودودی سے بھی غلطی ہو سکتی تھی یا یہ کہ شاید اس وقت ان کے ذہن میں یہ بات آئی ہو کہ یہ نوزائیدہ ملک اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ بہر حال مولانا مودودی نے بعد میں پاکستان آکر ملک و قوم کی خدمت کی۔ بریلوی اور دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے بھی قیام پاکستان کی پُرزور مخالفت کی۔ اور یہ مخالفت اس لئے نہیں تھی کہ گویا وہ اس وقت کے حالات سے بے خبر تھے بلکہ ان لوگوں نے تحریک ہجرت 1920ء میں مسلمانوں کو اس طرح ذلیل کرایا کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ بہر حال سب سے پہلے تو محمد علی جناح پر کفر کا فتوی لگایا اور بعد میں ایک دوسرے کے خلاف فتوے لگائے۔“ (صفحہ: 31)

تحریک ہجرت اور اس کا انجام

”22 / نومبر 1919ء کو دہلی میں خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس اس غرض سے منعقد ہوا کہ اتحادیوں اور حکومت برطانیہ سے ان وعدوں کے ایفاء کا مطالبہ کیا جائے جو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کے دوران کئے تھے۔ خلافت کانفرنس کے اس اجلاس میں برصغیر کے تمام صوبوں سے علماء ایک جماعت کی شکل میں دہلی میں جمع ہوئے۔ جب

علماء خلافت کانفرنس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک علیحدہ جلسہ کیا۔ٹھیک نو ماہ بعد اگست میں ایک اور جلسہ ہوا جس میں خلافت سے متعلق امور پر بحث ہوئی مرکزی خلافت کمیٹی کے سیکریٹری جنرل مولانا شوکت علی نے خلافت کمیٹی کی رپورٹ میں یہ الفاظ تحریر کیے جو اخبارات میں شائع ہوئے۔

”الہ آباد میں ایک ایسا فیصلہ صادر کیا گیا ہے جو کہ ایثار ورفاقت کی نئی اسپرٹ کو ترقی دے گا بلکہ ایک نئے مذہب جو کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا امتیاز موقوف کرتا ہے اور پریاگ یا سنگم کو ایک مقدس علامت بناتا ہے۔مولانا احمد رضا خان بریلوی نے علماء کے ان غیر ذمہ دارانہ بیانات کا نوٹس لیتے ہوئے فتویٰ صادر کیا کہ غیر مسلم مسلمانوں کا سربراہ نہیں ہوسکتا اور گاندھی جی جیسے متعصب ہندو کو تو کسی بھی صورت میں مسلمانوں کا سربراہ منتخب نہیں کیا جاسکتا ہے۔لکھنؤ سے اٹھنے والی جس آواز کا ذکر اللہ بخش یوسفی نے کیا ہے وہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی آواز تھی جنہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو افغانستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔جمعیت علماء ہند نے فتویٰ جاری کیا کہ چونکہ ترکی کے ساتھ صلح کی شرائط مسلمانان ہند کی خواہشات کے مطابق طے نہیں پائیں اس لئے ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس ملک سے ہجرت کر کے کسی مسلم ملک میں جا آباد ہو(ں)۔اس فتویٰ کے بعد لاکھوں افراد نے افغانستان کی طرف ہجرت کی۔بعد میں جب یہ لوگ واپس آئے تو ان کے مکانات اور جائیدادوں پر ہندو قابض ہو چکے تھے“۔(صفحہ:33-34)

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء کا کردار

”قیام پاکستان کے بعد وہ علماء جنہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی پاکستان منتقل ہوگئے۔1947ء سے 1952ء تک مذہبی اختلافات نے سر اٹھایا اور ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کا سلسلہ شروع ہوا۔

1953ء میں قادیانیوں کے خلاف مظاہروں میں کئی لوگ زخمی ہوئے یہ سلسلہ 1970ء تک جاری رہا۔ 1971ء میں پاک بھارت جنگ کے دوران پوری قوم متفق تھی لیکن بنگلہ دیش کے قیام کے بعد ایک بار پھر مذہبی اختلافات نے سر اٹھایا۔احمدیوں کو کافر قرار دیا گیا اور ان کے مذہبی رسومات پر پابندی لگادی گئی۔

1977ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے بھٹو حکومت ختم کر کے مارشل لاء لگادیا اور اس دوران مرزائیوں کو مکمل طور پر اسلام سے خارج قرار دیا اور ان کی کلمہ پڑھنے پر بھی پابندی لگادی ۔1988ء میں ضیاء الحق طیارے کے حادثے میں مر گیا جبکہ ان کے مرنے کے بعد احمدیوں نے سکھ کا سانس لیا۔“(صفحہ:34)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

اقصیٰ روڈ	ریلوے روڈ
6212515	6214750
6215455	6214760

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

فرقہ واریت کی اصل وجہ

”اسلامی دنیا میں بڑھتے ہوئے فرقہ واریت کی اصلی وجہ یہ ہے کہ مولوی حضرات نے دین کو تجارت اور روزگار کا ذریعہ بنایا ہے اور اپنی مرضی سے ایک دوسرے کے خلاف لکھتے ہیں ایک دوسرے پر بلا چون وچرا فتویٰ کفر لگاتے ہیں اور ایک لفظ میں کافر کو مسلمان اور مسلمان کو کافر بنا دیتے ہیں۔“

(صفحہ :53)

سرسید احمد خان پر فتویٰ کفر

’سرسید احمد خان نے مسلمانوں کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے انتھک کوشش کی لیکن مفاد پرست علماء نے اسے بھی ایک فتویٰ کے ذریعے خارج از اسلام قرار دیا۔

1894ء میں سرسید اور بعض مسلمان مفکرین نے عالم اسلام کو تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت علم کے فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ نام نہاد مولوی تھے۔“ (صفحہ:91)

خلافت کانفرنس کا قیام اور اس کا کام

”مولانا محمد علی چار سال کی نظر بندی کاٹ کر 22ستمبر 1919ء کو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے لکھنؤ پہنچے ۔اور اسی احتجاجی جلسہ میں خلافت کانفرنس قائم کی گئی۔

22نومبر 1919ء کو دہلی میں خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس اس غرض سے منعقد ہوا کہ اتحادیوں اور حکومت برطانیہ سے ان وعدوں کے ایفاء کا مطالبہ کیا جائے جو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کے دوران کئے تھے خلافت کانفرنس کے اس اجلاس میں برصغیر کے تمام صوبوں سے علماء کی ایک مقتدر جماعت دہلی میں جمع ہوئی۔جب علماء خلافت کانفرنس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک علیحدہ جلسہ منعقد کیا۔جس میں علماء نے شرکت کی۔شرکاء میں درج ذیل علماء شامل تھے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلّی۔مولانا محمد انیس۔پیر محمد امام سندھی۔مولانا محمد ابراہیم تحریک خلافت میں گاندھی کے کردار اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے حقارت آمیز رویہ کے بارے میں راجہ رشید محمود نے لکھا ہے کہ:

موہن لعل خلافت اور گاندھی جی کے تعلق کے حوالے سے لکھتے ہیں ”ترکی کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کر ہندوستان کے قوم پرست مسلمانوں نے تحریک خلافت کی بنیاد ڈالی اور آل انڈیا خلافت کمیٹی قائم ہوئی۔چند ہی دنوں میں مہاتما جی خلافت کے لیڈر اور خلافت کمیٹی کے رہبر بن گئے اور مسلمانوں نے مہاتما جی پر وہ اعتبار اور یقین دکھایا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔قصہ کوتاہ شروع 1920ء میں مہاتما جی کانگرس اور خلافت کس (کے) مسلمہ لیڈر بن گئے۔“

آل انڈیا مرکزی خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں جو کہ چھوٹانی ہاؤس میں زیر صدارت سیٹھ میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی ۲۶ ‘۲۷ مارچ کو منعقد ہوا۔ جس میں دیگر قراردادوں کے علاوہ مندرجہ ذیل اہم قرارداد باتفاق رائے پاس ہوئی ”مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کی ورکنگ کمیٹی کا یہ جلسہ مہاتما گاندھی جی کی لاثانی اور عظیم الشان خدمات کو ملک کے معاملہ میں عموماً اور مسئلہ خلافت میں خصوصاً جو کہ ہر طرح کی قدردانی اور انسانی تعریف سے باہر ہیں قومی شان اور وقار کے خزانہ میں نہایت قیمتی اضافہ خیال کرتا ہے۔“

جب مسلمانوں نے گاندھی جی کو خلافت کمیٹی کا سربراہ منتخب کیا تو ایک طرف مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور دوسری طرف ہندوؤں کو یہ اقدام ناپسند تھا۔ بہرحال جب گاندھی جی خلافت کمیٹی کے سربراہ بنے تو بعض مولویوں نے بلاوجہ ان کی تعریف شروع کی اور ان کو طرح طرح کے القابات سے پکارا۔راجہ رشید محمود نے اپنی کتاب میں ان احمقانہ بیانات کا یوں جائزہ لیا ہے۔ نومبر 1919ء میں خلافت کے معروف لیڈر اور اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مسٹر گاندھی کی ثناخوانی کی۔

”گاندھی احمد آباد گجرات کے رہنے والے ہندو بزرگ ہیں۔ ہندوستان کی محبت میں اپنا تمام کاروبار ذاتی اور خاندانی بلکہ عیش و آرام بھی چھوڑے ہوئے ہیں...... ملک کی مخلصانہ محبت میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ صاحب وزیر ہند تک ان کے اخلاص اور محبت ملکی کے قائل ہیں......(وہ) دہلی سے 4نومبر کو صبح بمبئی میل پر امرتسر تشریف لائے خاکسار بھی گزشتہ سفر سے اسی گاڑی پر آیا تھا۔آکر اسٹیشن پر دیکھا تو ہزارہا ہندو مسلمان مہاتما گاندھی کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔اس ہجوم کو دیکھ کر مجھے خلیفہ ہارون الرشید کی حکومت کا ایک واقعہ یاد آیا۔امام عبداللہ ابن مبارک بغداد تشریف لائے تو مسلمان ان کے استقبال کو اس کثرت سے نکلے کہ شہر قریباً خالی ہوگیا۔خلیفہ کی لونڈی نے اپنے محل سے دیکھا تو کہا خدا کی قسم ہارون کی حکومت تو جابرانہ ہے۔اصل حکومت تو یہ ہے۔“

راولپنڈی میں اگست 1920ء میں خلافت کمیٹی کا ایک ”عظیم الشان جلسہ“ ہوا جس میں مولوی ظفر علی خاں اڈیٹر زمیندار نے ”پرجوش تقریر“ فرمائی ۔آپ نے فرمایا۔ ”اب ہندو مسلمان میں تفرقہ نہیں پڑسکتا۔ہندوؤں نے اور مہاتما گاندھی نے مسلمانوں پر جو احسان کئے ہیں ان کا عوض ہم نہیں دے سکتے ۔ہمارے پاس زر نہیں ہے جب جان چاہیں‘ہم حاضر ہیں۔“

یکم اگست 1920ء کو سوم یوم خلافت پر لکھنؤ میں ایک عظیم الشان جلسہ خلافت ہوا جس کی خبر مسٹر شوکت علی نے خاص تار کے ذریعے ”پیسہ اخبار“ کو بھیجی ۔اس جلسے میں مولوی ظفر الملک علوی نے کہا کہ ”مہاتما گاندھی کو خدائے مسبب الاسباب نے یورپ کی مادیت کو روحانی طاقت سے زیر کرنے اور ہم میں اخلاقی جرأت پیدا کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔“

انہی ظفر الملک مولوی اسحاق علی نے مسٹر گاندھی کے لئے کہا۔”اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔“ (صفحہ:92 تا 94)

مولوی احمد رضا خان کا فتویٰ

ہندوستان انگریزی عہد میں دارالاسلام تھا

”ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ بلکہ علمائے ثلاثہ رحمت اللہ علیہم اجمعین کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہوجانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم نے امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں.........بحمداللہ یہاں قطعاً موجود نہیں.........الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں۔“(صفحہ:98-99)

دیوبندی تنظیم، جمعیت العلماء ہند اور کانگرس گٹھ جوڑ

”کانگرسی دور حکومت میں مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے“.........”جب مسلم لیگ نے کانگرسی وزراء کے مستعفی ہونے پر ”یوم نجات“ منانے کا اعلان کیا تو ان تمام حضرات (عمائدین جمعیت العلماء ہند) نے مسلم لیگ کی مخالفت کی اور ملک کے طول وعرض میں اس کے خلاف مظاہرے کئے اور جلسے منعقد کیے گئے جن میں مسلمانوں کو چیلنج دیا گیا کہ وہ کانگریسی حکومت کی کوئی بدعنوانی ثابت کریں“ ......مولوی حسین احمد دیوبندی جو جمعیت العلماء ہند کے سربراہ اور کانگریس کے بڑے مداح تھے کو ہندو لیڈروں پر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور دوسرے مسلم لیگی لیڈر نیز بریلوی علماء و مشائخ کو وہ انگریزوں کا ایجنٹ تصور کرتے تھے وہ آخری دم تک اس مسلک پر قائم رہے۔ جناب عبدالرشید ارشد تحریر فرماتے ہیں:

”اس نازک وقت میں حضرت (مولوی حسین احمد) مدنی کی ذات گرامی قدر تھی جو آگے بڑھی اور تمام مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جو جماعت انقلاب لاتی ہے وہی برسر اقتدار آتی ہے مسلمانوں کو اپنے ملک کے دوسرے باشندوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے اور مسلمانوں کو جنگ آزادی کے لیے کانگریس کی شرکت کا مشورہ دیا۔“

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک عقیدت مند منشی عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ ”مولانا حسین احمد مدنی کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت کو فرض بتلاتے تھے“۔

جناب احسان دانش اسی مولوی صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں ”اتنی مصروفیت کے باعث آپ اسلام کے سیاسی رخ سے بھی غافل نہ تھے بڑی ہی تن دہی سے فرائض انجام دیتے رہے۔جمعیت علماء ہند کے کئی بار صدر ہوئے اور کانگریس کے مشہور قائدین میں ایک بلند مقام حاصل کیا“۔

کانگریس کے ایک مرکزی لیڈر کی حیثیت سے مولوی صاحب کو کئی بار جیل بھی جانا پڑا جس کا فائدہ مسلمانوں کی جماعت مسلم لیگ کو نہیں بلکہ ہندو کانگریس کو پہنچتا رہا لیکن مولوی ابوالحسن ندوی کے خیال میں :(مولوی حسین احمد دیوبندی) نے ہندوستان کی جیلوں میں مہینوں رہ کر سنت یوسفی ادا کی۔

مولوی حسین احمد دیوبندی کا اپنا بیان ہے کہ:

مَیں اگرچہ پہلے سے کانگریس میں شامل نہ تھا مگر

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

ربّ العالمین کے ماننے والے صرف اپنی بھلائی نہیں سوچتے بلکہ دوسروں کو بھی نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تمام دنیا میں لوگ اپنے خدا کو بھولتے جارہے ہیں۔ مسیح محمدی کے ماننے والوں کا کام ہے کہ اپنے ربّ کی صحیح پہچان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی ربّ العالمین کی پہچان کروائیں۔

ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کی صفت ربّ پر غور کرتے ہوئے اپنے ربّ سے تعلق مضبوط تر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(اللّٰہ تعالیٰ کی صفت ربّ کے مختلف پہلوؤں کا پُر معارف تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 17/نومبر 2006ء بمطابق 17/نبوت 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ربّ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صفت کا اظہار اور اعلان قرآن کریم کی پہلی ہی سورة میں فرمایا ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یعنی ہر قسم کی تعریف کا اللہ تعالیٰ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ربّ کے معنی مفسرین نے اور اہل لغت نے بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں جس میں پیدا کرنے سے لے کر کسی چیز کے درجۂ کمال تک پہنچانے کے درمیان جتنے بھی ادوار ہیں ان سب کو یہ لفظ اپنے اندر سمیٹتا ہے۔

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں مختلف روایات کے حوالے سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً مفردات کے حوالے سے یہ درج ہے کہ ربّ کے معنی کسی چیز کو پیدا کرکے تدریجی طور پر کمال تک پہنچانے کے ہیں۔ عربی زبان میں بعض دفعہ ربّ کا لفظ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر انسان کی طرف منسوب ہو تو صرف تربیت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں یہ لفظ یہ ماں باپ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے ربّ ان پر رحم فرما کیونکہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی، میری تربیت کی۔

پھر اقرب جو لغت کی ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ربّ کے معنی مالک کے بھی ہوتے ہیں، سردار اور مُطاع کے بھی ہوتے ہیں اور ربّ کے معنی مُصلح کے بھی ہوتے ہیں۔ بحر مُحیط میں ہے کہ ربّ کے معنے خالق کے بھی ہیں۔ مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ ربّ کا لفظ بغیر اضافت کے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے اور اضافت کے ساتھ اللہ اور غیر اللہ دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (الشعراء: 27) یہاں ربّ کے لفظ کے ساتھ جو كُمْ کا لفظ لگایا گیا ہے یا اٰبَآءِ كُمْ کا لفظ لگایا گیا ہے یعنی تمہارا رب یا تمہارے باپ دادا کا ربّ، یہ اضافت ہے، زائد چیز آگے بیان کی گئی ہے۔ پس جب اللہ کے علاوہ ربّ کا لفظ کسی کے ساتھ لگتا ہے تو جیسا کہ بتایا اس میں صرف اضافت کے ساتھ لگ سکتا ہے۔ مثلاً رَبُّ الدَّار گھر کا مالک یا رَبُّ الْفَرَسِ گھوڑے کا مالک۔ خالی ربّ کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں کہ ”لسان العرب اور تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں ربّ کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مَالِک، سَیِّد، مُدَبِّر، مُرَبِّی، قَیِّم، مُنْعِم، مُتَمِّم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنے خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضۂ تامہ ہو“ یعنی وہ مالک ہے کہ جو اس کے ماتحت ہے، جو اس کی ملکیت میں ہے اس پر اس کا مکمل قبضہ ہو ”اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لاسکتا ہو“۔ ایسا قبضہ ہو کہ جس طرح بھی چاہے اس کو استعمال میں لاسکتا ہے۔ ”اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پاسکتا کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مُسلَّم نہیں“۔

(منن الرحمن ۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 152-153، حاشیہ)

یعنی مکمل قبضہ بھی ہو، مکمل طور پر اس پر اختیار بھی ہو، جس طرح چاہے استعمال کرے اور مکمل طور پر اس پر حق بھی رکھتا ہو۔ تو فرمایا کہ یہ چیز سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے کسی کے لئے نہیں۔

مالک کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے اپنے الفاظ میں فرمائی ہے۔ ربّ کے معنوں میں جو باقی الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو بھی میں یہاں مختصراً بیان کردیتا ہوں تاکہ اس لفظ کی وسعت کا مزید علم ہوسکے۔

ایک لفظ اَلسَّیِّد استعمال ہوا ہے۔ سیّد کا لفظ عزت اور شرف کے معنوں میں بطور لقب کے استعمال ہوتا ہے اور ہر نوع میں سے اعلیٰ اور افضل شئ کو سیّد کہا جاتا ہے مثلاً اَلْقُرْاٰنُ سَيِّدُ الْكَلَام یعنی قرآن سب کلاموں کا سردار ہے۔ پس سیّد کا مطلب یہ ہے کہ سب سے اعلیٰ اور افضل اور معزز جس کی اطاعت لازم ہو۔

پھر ربّ کے معنوں میں اَلْمُدَبِّرْ کا لفظ ہے۔ لغت میں دَبَرَ کا مطلب ہے کہ کسی کے بعد یا پیچھے آیا دَبَّرَ الْاَمْرَ کا مطلب ہے کہ کسی چیز کی عاقبت اور نتیجے کے بارے میں سوچا اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کسی کام کو ایسے طور پر چلایا کہ وہ صحیح نتیجہ پیدا کرے۔ پس اَلْمُدَبِّر کا مطلب ہے کہ ہر کام کے آخری نتیجہ پر نظر رکھنے والا اور اس کو ایسے طریق پر چلانے والا کہ اس کا صحیح نتیجہ نکلے۔

پھر اس کے ایک معنے قَيِّم کے بھی ہیں۔ یعنی کسی چیز کی نگرانی اور درست کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے اَلْقَيِّم ہونے کا مطلب ہے کہ وہ لوگوں کے کام بناتا، ان کو سہارا دیتا اور صحیح راستے پر قائم رکھتا ہے۔

پھر اس کا ایک مطلب اَلْمُنْعِم بھی ہے۔ لغت میں نَعَمَ کا مطلب ہے کوئی چیز نرم و نازک ہوگئی۔ اسی سے

نعمت ہے جس کا مطلب ہے اچھی اور خوشحالی کی حالت۔انعام کا مطلب ہے کسی کو بھلائی اور خیر پہنچانا، کسی پر احسان کرنا۔پس اَلْمُنْعِم کا مطلب ہوا وہ ذات جو بھلائی اور خیر اور خوشحالی سے نوازے اور دوسرے سے احسان کرے۔

پھر ربّ کے معانی میں ایک لفظ مُتِمٌّ اور مُتَمِّم استعمال ہوا ہے۔یہ تمام سے ہے اور کسی چیز کے تمام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی انتہا اور کمال کو پہنچ جائے یہاں تک کہ کسی بیرونی چیز کا محتاج نہ رہے۔ اَلْمُتَمِّم ، اَلْمُتِّمْ کا مطلب ہے کہ ہر کام کو پورا کرنے والا، ہر حاجت کو پورا کرنے والا اور ہر نقص کو دور کرنے والا، غریبوں کی بھوک ختم کرنے والا۔پس ان سب کو اگر جمع کرلیں تو اس کا یہ مطلب بنے گا کہ وہ ہستی جو سب سے اعلیٰ ہے، افضل ہے، معزز ہے جس کی اطاعت لازم ہے۔جس کے کام میں کسی غلطی کا امکان ہی نہیں ہے، کسی کام کا آخری نتیجہ بھی اس کے علم میں ہے، اس لئے اس سے راہنمائی کی ضرورت ہے۔وہی ہے جو اپنی مخلوق کے کام بناتا ہے، ان کو سہارا دیتا ہے اور انہیں صحیح راستے پر رکھتا ہے۔وہ بندے کی بھلائی اور خوشحالی کے سامان پیدا فرماتا ہے۔حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ ہر کام کی طاقت وقدرت کا مالک ہے، ہر کام کی قدرت رکھتا ہے، کسی کا محتاج نہیں ہے، مالک کُل ہے۔تو یہ ربّ کے لفظ کی وضاحت ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ لفظ بے شمار جگہ استعمال کیا ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ابتداء میں پہلی سورۃ میں ہی ربّ کے لفظ کو استعمال کرکے ہمیں اپنی طاقتوں اور قدرتوں کا اعلان فرما کر اپنے حضور جھکنے اور تمام فیض صرف اور صرف ربّ العالمین سے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اسی طرح قرآن کریم کے آخر میں بھی فرمایا ہے کہ مَیں ربّ ہوں۔ ہر قسم کی برائیوں سے، مشکلوں سے، ابتلاؤں سے، امتحانوں سے جن میں ذاتی بھی ہیں، معاشرتی بھی ہیں، دینی بھی ہیں، دنیاوی بھی ہیں، ان سب سے اگر بچنا ہے تو میری پناہ میں آجاؤ۔اس کی تفصیل آخر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں فرمائی۔ پس وہی ذات ہے جو حقیقی ربّ ہے، اس سے دور ہوکر نہ تمہاری دنیا رہ سکتی ہے نہ دین رہ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربّ العالمین کی وضاحت کرتے ہوئے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اس کا خلاصہ میں پیش کرتا ہوں۔پہلی بات تو یہ کہ اس جہان کا خالق تمام نقصوں سے پاک ہے اور تمام خوبیاں اس کے اندر جمع ہیں۔

دوسرے یہ کہ وہ ہر چیز کی کُنہ اور حقیقت سے واقف ہے۔گزری ہوئی، موجودہ اور آئندہ آنے والی ہر چیز کی حقیقت اس پر واضح ہے۔سائنس دان ریسرچ کرتے ہیں، نئی نئی معلومات دیتے ہیں، انکشافات کرتے ہیں تب بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کا علم کامل ہوگیا۔ایک سائنسدان ایک نظریہ پیش کرتا ہے پھر عرصے بعد دوسرا اس کے ردّ میں مزید دلیلیں نکال دیتا ہے۔سوائے اسے جسے خدا تعالیٰ راہنمائی فرمائے۔اور وہ بھی ایک حد تک علم حاصل کرسکتا ہے کسی چیز کا کامل احاطہ نہیں کرسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کامل حمد کا مالک ہے۔اور کامل حمد کا مالک ہوکر ہی ربّ العالمین کہلا سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

چوتھی بات یہ بیان کی کہ انسان کے اندر جو بھی خصوصیات ہیں، لیاقت ہے، جسمانی یا روحانی ترقیات ہیں، یہ سب اس ربّ العالمین کے انعامات ہیں۔انسان کو اپنے کسی فعل کی خوبی بیان کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے کیونکہ حقیقی تعریف کا وہی مستحق ہے۔لیکن ربّ کی صحیح پہچان نہ رکھنے والے اپنی کامیابی کو، اپنے کسی اچھے کام کو اپنی بڑائی کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ مومن کا کام نہیں۔

پانچویں بات یہ بیان کی کہ حمد کو ربوبیت اور عالمین سے جوڑ کر یہ بتایا کہ انسان کو حقیقی خوشی اس وقت ہونی چاہئے جب اللہ تعالیٰ کی صفت ربّ العالمین ظاہر ہو اور اس کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی خواہش اور کوشش یہ ہوگی کہ صرف اپنے فائدے پر ہی خوش نہ ہوتا رہے بلکہ دنیا کے نقصان پر نظر رکھے اور ہر ایک کو آرام پہنچانے کی کوشش ہو۔پس اپنے رب کا صحیح ادراک رکھنے والا کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کا نہیں سوچتا۔

چھٹی بات یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہے۔یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی ربوبیت قابل غور ہے اور ارتقاء کے قانون کے ماتحت ہے۔ اس میں Evolution ہے۔یعنی دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی ابتداء اور انتہا یکساں ہو بلکہ ادنیٰ سے ترقی کرکے اعلیٰ کی طرف جاتی ہے اور پھر ایک حد تک پہنچ کر دوبارہ زوال شروع ہوجاتا ہے۔قرآن کریم کی مختلف آیات میں اس ارتقاء کا بیان ہوا ہے۔صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں۔اس سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ خدا کے علاوہ تمام چیزیں مخلوق ہیں کیونکہ جو چیز ترقی کرتی ہے یا جس میں تغیر یا تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ از خود نہیں ہوسکتی۔دوسرے یہ بھی ثابت ہوا کہ ارتقاء کا جو مسئلہ ہے یہ بالکل درست ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ادنیٰ سے اعلیٰ تک لے کر جاتا ہے اور ہر چیز اس دائرے کے اندر ہے۔

اور ساتویں بات یہ ہے کہ ربّ کے معنے کسی چیز کو مختلف وقتوں اور مختلف درجوں میں ترقی دے کر کمال تک پہنچانا ہیں۔اس لئے ارتقاء بھی مختلف درجوں اور وقتوں میں حاصل ہوتا ہے۔

آٹھویں بات یہ ہے کہ ارتقاء اللہ تعالیٰ کے وجود کے منافی نہیں ہے بلکہ اس ترقی کی طرف قدم سے وہ قابل تعریف اور حمد کا مستحق ٹھہرتا ہے اور مومن ہر ترقی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھتا ہے۔

نویں بات یہ کہ انسان لامتناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس کا قدم پہلے سے آگے بڑھنا چاہئے۔علم میں آگے بڑھو، نیکیوں میں آگے بڑھو، عبادتوں میں آگے بڑھو اور پھر ربّ العالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنی ربوبیت کے تحت ہمیں یہ مواقع عطا فرمائے۔

صوفیاء کی قسم کے بعض نام نہاد بزرگ ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو پالیا ہے اس لئے اب عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے، نمازوں کی بھی ضرورت نہیں ہے، جو حاصل کرنا تھا کرلیا۔جبکہ صفت ربّ جو ہے وہ تو انسان کو انتہا تک کے راستے دکھاتی چلی جارہی ہے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ اسلام کیونکہ ربّ العالمین کی صفت کا کامل مظہر ہے اور سب دنیا کی طرف آیا ہے، پہلے مذاہب کی طرح صرف ان خاص قوموں کی طرف نہیں آیا جن میں نبی مبعوث ہوئے تھے، لہٰذا اسلام کے آنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی کامل حمد شروع ہوگئی ہے۔یعنی اسلام ہے جو اس ربّ العالمین نے جسمانی عالم میں بھی اور روحانی عالم میں بھی اتحاد کے لئے اب بھیجا ہے۔تمام قوموں کا، تمام ملکوں کا ایک ہی خدا ہے جو ربّ العالمین ہے۔پس اس ربّ کی طرف اکٹھا ہونے میں ہی آج دنیا کی بقا ہے اور نجات ہے۔

پس ہم جو احمدی کہلاتے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس ربّ کا جو ربّ العالمین ہے، تمام جہانوں کا ربّ ہے، وہ جو کائنات کی تمام مخلوق کو پیدا کرنے والا اور ان کو نقطۂ انتہاء تک پہنچنے کی طرف لے جانے والا ہے، اس ربّ کا پیغام تمام دنیا کو پہنچا کر تمام دنیا کو اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کریں۔یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہم ساری دنیا کو ربّ العالمین کی پہچان کرواسکتے ہیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ قرآن کریم کے شروع میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی طرف توجہ دلائی ہے اور آخر میں بھی ربوبیت پر قائم رہنے کی دعا سکھائی ہے تاکہ ایک مومن اس کو مالکِ کُل اور معبودِ کُل سمجھتے ہوئے، اس کی طرف جھکتے ہوئے ہر شر سے اس کی پناہ میں رہے۔اور جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک تقریباً تمام سورتوں میں ہی مختلف مقامات پر اپنی ربوبیت کا حوالہ دے کر احکامات دیئے ہیں یا دعائیں سکھائی ہیں۔یہ سب باتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہر احمدی سستیوں کو دور پھینکے، اپنے ربّ کے ساتھ مضبوط تعلق جوڑنے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔کسی قسم کی تکلیف اور عارضی روکوں سے کسی احمدی کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے۔دیکھیں تکلیفوں کا جہاں تک ذکر ہے اس کے بارے میں بھی قرآن کریم نے اصحاب کہف کے بارے میں بتایا۔اور قرآن کریم کے جو سیپارے ہیں اگر ان کی ترتیب دیکھی جائے تو یہ سورۃ قرآن کریم کے تقریباً نصف میں آتی ہے، اس میں انہیں لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے ربّ کی خاطر، واحد و یگانہ ربّ کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، ظلم سہے، قتل ہوئے لیکن ہمیشہ اپنے ربّ کی پہچان کی، اس کے آگے جھکے اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنے۔

تو ایک تو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں ہمیں اپنے ربّ کے ساتھ تعلق میں بہت مضبوط ہونا چاہئے۔مشکلات کے جو حالات اصحاب کہف پر آئے اس کا تو کچھ بھی حصہ ہمارے حصہ میں نہیں آیا۔لیکن انہوں نے ان حالات کے باوجود اپنے ربّ کو نہیں چھوڑا۔ہم تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے دین کامل کیا ہے۔جہاں احمدیت مشکل ترین دور سے گزر رہی ہے وہاں بھی دَور اتنا مشکل نہیں ہے جو دَوران پر آئے تھے یا مختلف اوقات میں آتے رہے۔اکثر احمدی جو ہیں وہ بڑے آسان اور آرام دہ حالات میں گزارا کررہے ہیں اس لئے ہمیں سب سے زیادہ اپنے ربّ کی پہچان کرتے ہوئے، اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کی طرف ہمیشہ جھکے رہنا چاہئے۔ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے دین کامل کیا۔ہمیں اُن لوگوں سے زیادہ اپنے ربّ کا فہم وادراک دیا جتنا اصحاب کہف کو تھا۔تو اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

سے بڑھ کر ہماری مدد کرنے والا ہے ہر احمدی کو اپنے ربّ سے تعلق میں بڑھتے چلے جانا چاہئے۔عُسر اور یُسر، تنگی اور آسائش ہر حالت میں یہ ربّ ہی ہے جس سے ہماری ترقیات وابستہ ہیں۔پس ہر احمدی کو اس صفت پر غور کرتے ہوئے اپنے ربّ سے تعلق مضبوط تر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔دوسرے ان مغربی ممالک میں، بلکہ اب تمام دنیا میں ہی جو لوگ اپنے خدا کو بھولتے جا رہے ہیں، ایک خدا کو چھوڑ کر، جس کو اختیار کرنے کی وجہ سے ان کو انعام ملا تھا، تین خداؤں کے چکر میں آ گئے اور پھر نتیجۃً مذہبی طور پر عملاً ایک طرح سے دیوالیہ ہو گئے، جو کہ ظاہر ہے اس حالت میں ہونا تھا اور پھر ان میں سے بہت بڑی تعداد خدا کی بھی منکر ہو گئی۔تو مسیح محمدی کے ماننے والوں کا یہ کام ہے کہ اپنے ربّ کی صحیح پہچان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی یہ بتائیں کہ اُن مضبوط ایمان والوں کے اپنے ربّ کے ساتھ چمٹے رہنے کا نتیجہ تھا کہ آج عیسائیت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔اس لئے اپنے خدا کی جو ربّ العالمین ہے پہچان کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے انبیاء کی صحیح تعلیم پر غور کرو، ان پیشگوئیوں پر غور کرو اور اس خاتم الانبیاء کو پہچانو جس کے بارے میں پیشگوئی تھی۔یہی تمہاری نجات کا ذریعہ ہے، یہی تمہاری بے چینیوں کو دور کرنے کا حل ہے کیونکہ اس کے بغیر تمہاری زندگیوں میں سکون نہیں آ سکتا۔اور جیسا کہ مَیں پہلے وضاحت کر آیا ہوں کہ ربّ العالمین کے ماننے والے صرف اپنی بھلائی نہیں سوچتے بلکہ دوسروں کو بھی نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’پھر اس کے بعد ربّ العالمین کا لفظ ہے۔جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے اللہ وہ ذات، (مستجمع) جمیع صفاتِ کاملہ ہے جو تمام نقائص سے منزّہ ہو اور حُسن اور احسان کے اعلیٰ نکتہ پر پہنچا ہوا ہو‘‘ یعنی تمام صفات اس میں مکمل طور پر جمع ہیں اور اس کی خوبصورتی انتہائی نقطہ کو پہنچی ہوئی ہے ’’تا کہ اس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھنچے جائیں اور روح کے جوش اور کشش سے اس کی عبادت کریں۔اس لئے پہلی خوبی احسان کی صفت ربّ العالمین کے اظہار سے ظاہر فرمائی ہے، جس کے ذریعہ سے کل مخلوق فیض ربوبیت سے فائدہ اٹھا رہی ہے، مگر اس کے بالمقابل باقی سب مذہبوں نے جو اس وقت موجود ہیں اس صفت کا بھی انکار کیا ہے۔مثلاً آریہ جیسا ابھی بیان کیا ہے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انسان کو جو کچھ مل رہا ہے وہ سب اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا کی ربوبیت سے وہ ہرگز ہرگز بہرہ ور نہیں ہے، کیونکہ جب وہ اپنی روحوں کا خالق ہی خدا کو نہیں مانتے اور ان کو اپنے بقا و قیام میں بالکل غیر محتاج سمجھتے ہیں، تو پھر اس صفت ربوبیت کا بھی انکار کرنا پڑا۔

ایسا ہی عیسائی بھی اس صفت کے منکر ہیں کیونکہ وہ مسیح کو اپنا رب سمجھتے ہیں اور رَبُّنَا الْمَسِیْح رَبُّنَا الْمَسِیْح کہتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جَمِیْع مَا فِی الْعَالَم کا ربّ نہیں مانتے‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کو پوری دنیا، کُل عالم، کُل کائنات کا ربّ نہیں مانتے۔’’بلکہ مسیح کو اس کے فیض ربوبیت سے باہر قرار دیتے ہیں اور خود ہی اس کو ربّ مانتے ہیں۔اسی طرح پر عام ہندو بھی اس صداقت سے منکر ہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک چیز اور دوسری چیزوں کو ربّ مانتے ہیں۔

برہم سماج والے بھی ربوبیت تامہ کے منکر ہیں۔کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا وہ سب یکبار کر دیا اور یہ تمام عالم اور اس کی قوتیں جو ایک دفعہ پیدا ہو چکی ہیں، مستقل طور پر اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان میں کوئی تصرف نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ان میں تغیر و تبدل واقع ہو سکتا ہے۔ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اب معطل محض ہے‘‘۔اب اللہ تعالیٰ کا کوئی کام ہی نہیں رہا۔’’غرض جہاں تک مختلف مذاہب کو دیکھا جاوے اور ان کے اعتقادات کی پڑتال کی جاوے تو صاف طور پر معلوم ہو جاوے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ربّ العالمین ہونے کے قائل نہیں ہیں۔یہ خوبی جو اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے اور جس کا مشاہدہ ہر آن ہو رہا ہے، صرف اسلام ہی بتاتا ہے اور اس طرح پر اسی ایک لفظ کے ساتھ ان تمام غلط اور بیہودہ اعتقادات کی بیخ کنی کرتا ہے جو اس صفت کے خلاف دوسرے مذاہب والوں نے خود بنا لئے ہیں‘‘۔

(الحکم 10/مئی 1903ء صفحہ2۔ ملفوظات جلد دوم صفحہ35-36۔جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہر آن ہر احمدی کو ربّ العالمین کے مشاہدہ اور عرفان میں بڑھاتا چلا جائے اور دوسروں کو بھی اس خدا کی پہچان کرانے والا بنائے تا کہ تمام دنیا صرف اور صرف ایک خدا کی عبادت کرنے والی ہو اور اس کی شکر گزار بن جائے جو ہم سب کا ربّ ہے اور ربّ العالمین ہے۔

گیمبیا (Gambia) میں عیدالفطر کے موقع پر مستحقین میں نقدی اور پارچات پر مشتمل تحائف کی تقسیم

(رپورٹ: سعیدالحسن ۔مبلغ گیمبیا)

اللہ کے فضل سے گیمبیا میں عیدالفطر بڑے جوش و جذبہ سے منائی گئی۔عیدالفطر کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کو کئی طرح کی خدمت انسانیت کی توفیق ملی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیدالفطر کے موقعہ پر ازراہ شفقت غربا اور ضرورت مندوں کے لئے تحائف بھجوائے جو نقدی اور مختلف اشیاء پر مشتمل تھے۔جماعت نے یہ تحائف دل کھول کر ضرورت مندوں میں تقسیم کئے ۔اس موقعہ پر بعض جذباتی مناظر بھی دیکھنے میں آئے۔ایک وفد نے جب ایک ضرورت مند سفید پوش غیر از جماعت کو حضور کا عطا کردہ تحفہ جو نقدی پر مشتمل تھا دیا اور بتایا کہ ہمارے خلیفہ نے آپ کے لئے یہ تحفہ بھجوایا ہے تو وہ بے اختیار رو پڑا۔اور اس نے بتایا کہ اس عید پر اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور اس کے بچے ضد کرتے تھے کہ ابّا ہمیں کپڑے لے کر دو۔اور وہ بچوں کو بتا بھی نہیں سکتا تھا کہ اس پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے کپڑے کہاں سے لائے۔اس لئے وہ بچوں کو تو کہتا کہ کوئی بات نہیں لیکن سوچتا تھا کہ اب کیا کرے سوائے اللہ کے آگے رونے کے۔تو اب اللہ نے آپ لوگوں کو رحمت کا فرشتہ بنا کر بھیجا ہے۔آپ اپنے خلیفہ صاحب کو میرا سلام اور شکریہ پہنچا دیں۔اسی طرح کا واقعہ جیل میں بھی ہوا جب ہمارا وفد ان میں عیدی تقسیم کرنے گیا تو کئی قیدیوں نے کہا کہ ہمیں آپ کا انتظار تھا کیونکہ صرف احمدیہ ہی ہیں جو اس موقعہ پر ہماری خبر گیری کرتے ہیں۔یاد رہے کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کو،،احمدیہ،، کہہ کر پکارا جاتا ہے۔بہت سارے قیدیوں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ جیل سے باہر آ کر ہم بھی اچھے کام کریں اور آپ کی طرح بن جائیں۔عید کے موقعہ پر دونوں مرکزی جیلوں اور ملک کی دیگر جیلوں میں عید کے تحائف جیل کے عملہ اور قیدیوں میں تقسیم کئے گئے۔

اس کے علاوہ بانجل، بیام، فرافینی، جارج ٹاؤن، بارا اور صوما ہسپتالوں میں مریضوں کو بھی عیدی دی گئی۔

اسی طرح بانجل میں واقع ذہنی معذوروں کے ادارہ میں تمام مریضوں کو اور ٹی۔بی۔سنٹر میں بھی تحائف تقسیم کئے گئے۔

اسی طرح گیمبیا کے ایک علاقے ،،نیامیبا،، جو پانچ گاؤں پر مشتمل ہے میں دوسو خاندان گذشتہ جون میں طوفانی بارشوں کی وجہ سے متاثر ہو گئے تھے میں عید کے تحائف جو نقدی، پارچات اور راشن پر مشتمل تھے تقسیم کئے گئے۔اس موقعہ پر ڈویژنل کمشنر اور پانچ گاؤں کے ’’الکالو‘‘ یعنی نمبردار بھی موجود تھے اور انہوں نے اس خدمت کو خوب سراہا۔عید کی خوشیوں میں تمام سفید پوشوں سمیت نومبائعین کو بھی شریک کیا گیا۔بانجل میں عید کا سب سے بڑا اجتماع مرکزی جگہ بیت السلام میں ہوا جہاں خاکسار نے نماز عید پڑہائی۔خطبہ عید میں خاکسار نے احباب کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ عید کو ایک میلے کے طور پر مت منائیں بلکہ وہ پیغام سمجھیں جو روزوں میں اور روزوں کے بعد عید منانے میں ہے۔خطبہ عید میں خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا عید مبارک اور ملک کی امن و سلامتی اور ترقی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گیمبیا کے رہنے والے ہر شخص تک پہنچ گیا۔اس جگہ ہزاروں احمدیوں نے عید کی نماز ادا کی۔یاد رہے کہ بیت السلام بہت بڑی مسجد ہے لیکن اس دفعہ عید ادا کرنے والوں کا اتنا بڑا جم غفیر تھا کہ شاید آئندہ کچھ زائد بندوبست کرنا پڑے۔عید کا خطبہ نیشنل ٹی۔وی اور نیشنل ریڈیو سمیت مختلف پرائیویٹ چینلز نے بھی اسی دن دکھایا۔

عید والے دن مکرم امیر صاحب گیمبیا بابا۔ایف تراولے وفد کے ہمراہ صدر مملکت عزت مآب الحاج ڈاکٹر یحییٰ جامع کو عید مبارک دینے گئے امیر صاحب نے صدر مملکت کو انتخابات میں کامیابی پر مبارک باد دی نیز اے۔یو۔کانفرنس کے کامیاب انعقاد کو تاریخی کامیابی قرار دیا۔اور ملک میں امن سلامتی اور ترقی کے لئے دعا کی۔صدر مملکت نے خوشی کا اظہار فرمایا۔یاد رہے کہ گیمبیا کی روایت ہے کہ عید کے موقعہ پر تمام مسلمان جماعتوں کے نمائندوں کو صدر مملکت ایوان صدر میں مدعو کرتے ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان عاجزانہ خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے شیریں ثمرات و برکات سے نوازے۔آمین

اعتذار و تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 47 (مورخہ 24/نومبر 2006ء) میں شائع شدہ خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 3/نومبر 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن کا جو متن شائع ہوا ہے اس میں صفحہ نمبر 7 کے دوسرے کالم میں اوپر سے سطر نمبر 11 پر سہواً لفظ ’بدین‘ شائع ہو گیا ہے۔براہ کرم اس مکمل جملہ کو یوں پڑھا جائے:

’’......جماعتوں میں راولپنڈی اور اسلام آباد، فیصل آباد، ملتان، کوئٹہ، کنری......‘‘۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

بقیہ: کتاب "تہتر فرقے کیسے بنے؟" پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

مالٹا سے واپسی پر کانگریس کا ممبر باقاعدہ بن گیا اور ہمیشہ جدوجہد آزادی میں شریک رہا"۔(ماہنامہ کنزالایمان ۔تحریک پاکستان نمبر۔اگست 1995ء۔ زین الدین ڈیروی کا مضمون 55,54,51,49)۔ (صفحہ:103تا 106)

اہل حدیث پاکستان میں

1970ء تک اہل حدیث ایک غیر منظّم اور کمزور جماعت تھی علاوہ ازیں ملک بھر میں دینی مدارس کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ دوسری بات یہ کہ اکثر لوگ وہابیت کے نام پر اہل حدیث سے نفرت کرتے تھے اور انہیں غیر مقلد جانتے تھے1980ء میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا اور پاکستان، امریکہ اور سعودی عرب نے افغانستان میں روس کے خلاف لڑنے کے لئے مذہبی جماعتوں کو امداد فراہم کی تو جماعت اہل حدیث بھی سرگرم ہوئی اور میدان جہاد میں براہ راست قدم رکھا۔

جمعیت اہل حدیث کے نام سے ایک جماعت اس سے قبل پاکستان میں موجود تھی لیکن جب 1985ء میں مولانا جمیل الرحمٰن نے افغانستان میں سلفی جماعت کی بنیاد رکھی اور سعودی عرب، کویت اور سوڈان نے افغانستان کے طول وعرض میں اس جماعت کو پھیلانے کیلیے خطیر رقم فراہم کی تو یہ رقم پاکستان اور افغانستان میں اہلحدیث اور سلفی گروپوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی فوجی تربیت پر صرف کی گئی۔ عرب ممالک کے علاوہ حکومت پاکستان اور امریکہ نے بھی ان مذہبی جماعتوں کی مالی مدد کی جس کے نتیجہ میں اہلحدیث جماعت کی جڑیں پاکستان اور افغانستان میں زور پکڑ گئیں۔ 1980ء۔1990ء تک اہلحدیث اور سلفی جماعتوں نے اپنے ہزاروں نوجوانوں کو فوجی تربیت دی لیکن بریلوی جماعتوں نے اس طرف دھیان ہی نہیں دیا جس کے نتیجے میں اہلحدیث نے مسلح ہوکر بریلویوں کی کئی ایک مساجد پر قبضہ کیا۔1984ء میں سپاہ صحابہ کے وجود میں آنے کے بعد اہلحدیث کو مزید تقویت ملی۔ بریلویوں نے اپنی مساجد بچانے کے لیے سُنّی تحریک کے نام سے کراچی میں ایک مذہبی تنظیم کی بنیاد رکھی جس کے منشور میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہے کہ وہ تمام مساجد جن پر اہلحدیث اور دیوبندیوں نے قبضہ کیا ہے واپس ان سے لیں گے۔" (صفحہ:117-118)

اگر مولوی سربراہ مملکت بن جائے

"1953ء میں حکومت پاکستان نے قادیانیوں کے فسادات میں ملوث ہونے کی جو تحقیقات کرائی گئی ان تحقیقات کے سربراہ جسٹس منیر تھے جنہوں نے غیر جانبدارانہ رپورٹ تیار کرائی۔ جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں مسلمان کی تعریف کے علاوہ ضروریات بھی واضح کر دیئے اس رپورٹ میں دوسری باتوں کے علاوہ مرتد کے مسئلے کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔......... رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مولوی سربراہ مملکت بن جائے تو نہ صرف قادیانی بلکہ بہت فرقوں کے لوگوں کو مرتد قرار دے کر مار دیا جائیگا۔ یعنی اگر بریلوی سربراہ مملکت بن جائیں تو دیوبندیوں کو کافر قرار دے کر واصل جہنم کریں گے اور اگر دیوبندی یا اہل حدیث سربراہ مملکت بن جائیں تو اہل تشیع اور بریلویوں کو کافر قرار دے کر مار دیں گے۔"

(صفحہ:118)

احیاءِ اسلام

"آج احیائے اسلام کی تحریکیں ایک دوراہے پر کھڑی ہیں۔ صحیح راستہ پر صحیح قدم اٹھنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ یہ بنیادی شرط واضح ہو جائے کہ اسلام موجود ہے یا نہیں موجود ہے۔ ان تحریکوں کو یہ مان لینا چاہیے کہ آج اسلام کا وجود موقوف ہو چکا ہے اور اس حقیقت سے اتنا خائف نہ ہونا چاہئے کہ اسے دیکھنے اور تسلیم کرنے سے انکار کردیں۔ ان تحریکوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ان کا مقصد اسلام کو از سر نو وجود میں لانا ہے یا یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اسلام کا وجود عارضی طور پر موقوف ہو گیا ہے اور اسے دوبارہ وجود میں لانا مقصود ہے۔

ایک راہ یہ ہے اور دوسری راہ یہ ہے کہ......ایک لمحہ کے لئے بھی......یہ تحریکیں یہ سمجھ بیٹھیں کہ اسلام قائم ہے اور وہ لوگ جو آج اسلام کا دعوی کرتے ہیں اور مسلمان جیسے نام رکھتے ہیں عملاً بھی مسلمان ہیں۔ نیز یہ کہ ساری دنیا میں جو سیکولر طور طریقے رائج ہیں، مثلاً موجودہ رائج کردہ نظام یا اسی طرح کے دوسرے نظام، وہی اسلامی طور طریقے بھی ہیں..........۔

ایک راستہ یہ ہے اور ایک راستہ وہ ہے اور احیاء اسلام کی تحریکیں آج اسی دوراہے پر کھڑی ہیں۔ اگر وہ پہلے راستہ پر قدم بڑھاتی ہیں تو اللہ کی اور ہدایت الٰہی کی راہ پر آگے بڑھیں گی اور یہ سمجھ کر آگے بڑھیں گی کہ آج خود اسلام کا وجود موقوف ہے اور انہیں بعینہٖ وہی کام کرنا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ اور پہلی مسلمان جماعت کے پیش نظر تھا۔ انہیں جان لینا ہوگا کہ انہیں بھی اسی طرح کا ظلم سہنا پڑے گا جس طرح اللہ کے رسولؐ اور ان کے صحابہؓ پر کیا گیا تھا۔ انہی کی طرح صبر واستقلال سے کام لینا ہوگا۔ پھر اسی طرح اللہ کی نصرت وتائید حاصل ہوگی اور بالآخر زمین پر غلبہ نصیب ہوگا۔ اگر وہ اس دوسری راہ پر چلتی ہیں جو مسٹر ولفرڈ کینٹویل اسمتھ، ان سے فریب کھانے والے اور ان کی طرح فریب دینے والے دکھلا رہے ہیں تو وہ ایک سراب محض کے پیچھے دوڑیں گے۔ اس میں دور سے چند عمامے ضرور نظر آئینگے جو باتوں کو ان کے اصل منشاء سے پھیرتے اور آیات الٰہی کو تھوڑے داموں بیچتے ہوں گے۔ یہ لوگ مسجد ضرار جیسے مراکز قائم کر کے ان پر اسلام کا جھنڈا بلند کریں گے اور فسق وفجور کے اڈوں پر اسلامی پرچم لہرائیں گے۔"

(صفحہ:124-125)

قائداعظم کا پاکستان

"پاکستان جب بنا تو اس وقت بڑے اور کلیدی عہدوں کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے یہ نہیں دیکھا کہ کسی کا مذہب کیا ہے یا دین کیا ہے بلکہ صرف یہ دیکھا کہ یہ پاکستانی ہیں۔ اقلیت اکثریت کا سوال پیدا نہیں ہونے دیا۔ مسیحیوں میں قابل اور صلاحیت والے پاکستانی دیکھے تو ان کو کلیدی عہدے پاکستانیوں کی خدمت کے لئے دیئے اور انہی احمدیوں میں سے بھی ایک معروف نام پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان قادیانی کا نظر آتا ہے۔ قائداعظم کے طرز عمل سے ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ انہوں نے پاکستان میں رہنے والوں کو صرف پاکستانی سمجھا ہے اور اقلیت وغیرہ کا لفظ ان کے ذہن میں نہیں تھا۔ انہیں علم تھا کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن وہ دوسروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے بلکہ صلاحیت اور قابلیت کو دیکھتے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان بننے میں بعض مسلمان رکاوٹیں ڈالتے رہے اور بعد میں پاکستان میں آباد ہوئے لیکن قائداعظم نے ان کو بھی حقارت سے نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کو اکٹھا رکھ کر پاکستان کو بحیثیت ملک ترقی کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اس وقت نہ صوبائی تعصب تھا اور نہ ہی مذہبی۔ ہر ایک کا مذہب وہی تھا جو وہ رکھتا تھا اور جس کا اعلان کرتا تھا۔ خود کو مسلمان کہنے والا مسلمان ہی متصور ہوتا تھا۔ زبردستی کسی مسلمان کہنے والے کو قانون غیر مسلم نہیں کہتا تھا اور مسیحی برادری کے لئے کلیدی عہدوں تک پہنچنے کے لئے قابلیت اور اعلیٰ صلاحیتوں کی ضرورت تھی اور ان کا مسیحی ہونا ان کی ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ تھی۔" (صفحہ:131)

پاکستان میں دہشت گردی کے اسباب

"اگر ملک میں مذہبی کشیدگی کے مجموعی طور پر فروغ پانے کے اسباب کا جائزہ لیا جائے تو تین اہم پہلو سامنے آتے ہیں یعنی اسی کی دہائی شروع ہوتے ہی فرقہ وارانہ فسادات نے پاکستان میں گھر کیوں بنایا۔ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار سے ہٹا کر جب جنرل ضیاء نے مارشل لا لگایا اور پھر اسلامی قوانین و پالیسیاں متعارف کرانا شروع کریں تو ملک بھر میں علماء کو اچانک زبردست اہمیت ملنا شروع ہوگئی پھر چونکہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا خاتمہ کرانے میں اپوزیشن پیش پیش تھی اور اس کی قیادت میں بھی مذہبی جماعتوں کا پلہ بھاری تھا لہذا ملک میں آنے والی سیاسی تبدیلی کے بعد عوام کا ایک بڑا طبقہ مذہب اور مذہبی تنظیموں کی جانب راغب ہوگیا اور وہی مولوی جب ملک کے مجلس شوری میں بیٹھنے لگا تو انہیں اپنی اہمیت کا اور بھی اندازہ ہوا۔ پھر ضیاء الحق نے زکوۃ وعشر کمیٹیوں وغیرہ کے ذریعہ علماء اور مذہبی تنظیموں کے لئے بڑی کشش پیدا کردی۔ ضیاء الحق کے بعد دوسرا اہم سبب اسی دوران ایران میں آیت اللہ خمینی کا انقلاب تھا جب شاہ ایران کی حکومت ختم ہوئی اور پھر شیعہ فرقے کے لوگوں نے ایران کے انقلاب کو پاکستان تک پھیلانا چاہا تو اس کے جو اثرات مرتب ہوئے وہ بھی بعد ازاں فرقہ وارانہ فسادات کا سبب بنے۔ جب کہ تیسرا اہم پہلو اسی زمانے میں افغانستان میں جنگ کا چھڑ جانا تھا جسے جنرل ضیاء الحق نے بڑے شاطرانہ طریقے سے جہاد افغانستان کا نام دے ڈالا۔ اس جہاد میں مختلف مذہبی تنظیموں کے کارکنان کو شرکت کے لئے بھیجا جاتا رہا جنہیں جدید اسلحہ اور ہتھیار استعمال کرنے اور جنگ لڑنے کی تربیت بھی دی جاتی رہی۔ یہی لوگ بعد ازاں وطن واپس آکر فرقہ وارانہ فسادات کو فروغ دینے اور جدید ہتھیاروں کو متعارف کرانے کا سبب بنے"۔(صفحہ:140-141)

ضیاء الحق اور فرقہ واریت

"پاکستان میں فرقہ واریت کو ضیاء الحق کے دور میں زیادہ فروغ ملا کیوں کہ ضیاء نے اسلام کے نفاذ کے سلسلے میں جو اقدامات کئے تھے ان سے مذہبی منافرت، فرقہ واریت اور دہشت گردی کو فروغ ملا۔ ضیاء الحق نے جب اسلامی نظام کی نفاذ کا کام شروع کیا تو مختلف مکاتیب فکر کے علماء نے اس کی مخالفت کی۔ جمعیت اہل حدیث نے اعلان کیا کہ اگر فقہ حنفیہ کو نافذ کیا گیا تو وہ حکومت کے خلاف اعلان جہاد کرینگے۔ فقہ جعفریہ نے بھی شدید ردعمل ظاہر کیا۔ سپاہ صحابہ، فقہ جعفریہ اور جمعیت اہلحدیث کے سربراہوں کو قتل کردیا گیا۔ بعض حلقوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ ان لوگوں کو حکومت کے ایماء پر قتل کیا گیا تا کہ فرقہ واریت میں اضافہ کرکے ضیاء الحق اپنی غیر قانونی حکومت کو طول دے سکے۔" (صفحہ:152)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر16

ایک ہفتہ کے اندر اندر ان کے اندر ایک عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت اُن پر منکشف ہوگئی۔ اب باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ چکا تھا اور حق اپنی تمام برکتوں سے ساتھ آ گیا تھا۔ انہوں نے فوراً ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی اور اس وقت تک دم نہیں لیا جب تک کہ اپنے تمام کنبہ کو احمدیت کی آغوش میں نہ لے آئے۔

ڈاکٹر صاحب کے والد چوہدری اللہ دتّا صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار سکنہ بابے کی بیری ضلع سیالکوٹ نے بھی اُن کی تحریک پر بیعت کرلی۔ اور اب حال ہی میں 1965ء میں اپنی ایک عزیزہ کی شادی کے سلسلہ میں کراچی تشریف لائے تو مجھے بھی ملے۔ گلے لگا کر میرا ماتھا چوما اور کہا کہ مَیں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بڑی برکات نازل فرمائے کیونکہ آپ نے ہمارے خاندان کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیا ہے۔ فالحمدللہ۔

ڈاکٹر جلال الدین صاحب بڑے مخلص احمدی ہیں۔ کراچی میں پریکٹس کرتے ہیں۔ آج کل (1967ء) میں اپنے حلقے کے صدر بھی ہیں"۔ (ایضًا صفحہ300)

❁❁❁❁❁❁❁

سرحد کے ایک پادری سے لاجواب گفتگو

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی سابق امیر جماعت احمدیہ سرحد، موضع ترنگزئی کے ایک پُرجوش داعی الی اللہ ملک مدار شاہ صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"موضع ترنگزئی، چارسدّہ سے 5 میل شمال کو واقع ہے۔ گزشتہ صدی میں یہاں ملک معظم دین صاحب ایک معزز محمد زئی افغان تھے۔ ان کے دو فرزند تھے۔ (1) ملک مدار شاہ اور (2) ملک عادل شاہ۔ مگر ملک عادل شاہ اپنے بڑے بھائی سے چھ ماہ چھوٹا تھا۔

ملک مدار شاہ ایک قدآور اور بارعب انسان تھا۔ تعلیم معمولی تھی مگر قابل اور ہوشیار شخص تھا۔ خوش اخلاق اور لطیفہ گو تھا۔ مخالفوں کو مُسکت جواب دیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک پادری کے ساتھ مردان سے چارسدّہ ایک ٹانگہ میں ہمسفر تھے۔ پادری نے موقع جان کر مسیحیت کی تبلیغ شروع کردی۔ آپ نے پادری صاحب سے کہا کیا واقعی حضرت عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ پادری نے کہا ہاں! ملک صاحب نے کہا کیا حضرت مریم خدا تعالیٰ کی منکوحہ بیوی تھی یا نہ۔ اگر نہیں تھی اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ پہلے یوسف نجّار کے نکاح میں تھی تو خدا تعالیٰ نے حضرت مریم کو کس طرح اپنی بیوی بنالیا۔ کیا یوسف نجار مر چکا تھا؟ اور حضرت مریم بیوہ ہو چکی تھی؟ یا یوسف نجّار نے طلاق دے دی تھی اور حضرت مریم مطلقہ تھی؟ یا جیسے کہ عام طور پر لوگ اغوا کر لیتے ہیں خدا تعالیٰ نے بھی بالجبر یوسف کی منکوحہ کو اغوا کر لیا تھا۔ آخر وہ کیسے خدا کے ہاتھ آئی؟۔

پادری صاحب ملک صاحب کی طرف دیکھ کر کہنے لگا آپ قادیانی معلوم ہوتے ہیں۔ مَیں آپ سے مزید گفتگو نہیں کروں گا"۔ (تاریخ احمدیہ (سرحد) صفحہ241)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور شعر ہے جس کی صداقت پر بے شمار واقعات شاہد ناطق ہیں۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

❁❁❁❁❁❁❁

ذہنی ، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا علاج اور ہومیو پیتھی

(صدیق اشرف علی ۔مرگوال ، کیرلہ ۔انڈیا)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ تھے، کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداتعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ”وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا“۔

وہی عظیم اور موعود فرزند حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے ایک معرکۃ الآراء خطاب ”عرفان الٰہی“ میں 1919ء میں فرماتے ہیں:

”دنیا میں آج تک اس بات کو بہت کم سمجھا گیا ہے بلکہ انبیاء اور اولیاء کو علیحدہ کر کے مَیں کہہ سکتا ہوں اور کسی نے سمجھا ہی نہیں کہ **بہت سی بدیاں ایسی ہیں جو شرعی بدیاں ہیں، لیکن ان کا ارتکاب کرنے والا کسی شرعی گناہ کا مجرم نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی جسمانی بیماری کا مریض ہوتا ہے۔** یہ ایک وسیع مضمون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھے خاص علم دیا ہے...... اس وقت بعض بڑے بڑے ڈاکٹروں کی توجہ اس طرف ہورہی ہے لیکن تاحال ان کی تحقیقات عالم طفولیت میں ہے۔ مگر اس بارہ میں مجھے جو علم دیا گیا ہے وہ ایسا وسیع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں کی تحقیقات سے بہت وسیع ہے ......جس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شرعی گناہوں کی ایسے رنگ میں تقسیم ہوسکتی ہے کہ فلاں قسم کا گنہگار ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اور فلاں قسم کا بزرگ کے پاس۔ مَیں نے یہاں تک تو تحقیقات کرلی ہے کہ بعض انسان شرعی گناہ جسمانی بیماری کی وجہ سے کرتے ہیں ......بات یہ ہے کہ جسم اور روح کا ایک دوسرے پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا ہے اور بتایا ہے کہ جب جسم میں بیماری پیدا ہوجائے تو روح میں بھی پیدا ہوجاتی ہے...... **اس علم کا دروازہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کھولا ہے اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء اس کو اور زیادہ وسیع کریں گے۔ مَیں نہیں جانتا مجھے اس کو وسعت دینے کا موقعہ ملے گا یا نہیں**“۔

(عرفان الٰہی صفحہ 35-36۔ مطبوعہ نظارت اشاعت ووکالت تصنیف لندن 1988ء)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”مجھے اگر فرصت ملی تو مَیں اس تحقیقات کو مکمل کروں گا۔ لیکن اگر مَیں نہ کرسکوں تو تم لوگ یاد رکھو کہ **روحانی امراض کے بعض ایسے علاج ہیں جو ڈاکٹروں کے ذریعہ ہوسکتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر تم اپنے طور پر کوشش میں لگے رہو۔ اور اپنی تحقیقات سے ان لوگوں کی امداد کرو جن کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے اور جو اس کے لئے کوشش کررہے ہیں تاکہ دنیا میں ایک نیا انقلاب واقع ہو اور دنیا ایک قدم اور ترقی کرے۔**

فی الحال مَیں اس قدر بیان کردیتا ہوں کہ بعض روحانی بیماریاں ایسی ہیں جن کے علاج کے لئے کسی عارف اور ولی اللہ کے پاس نہیں جانا چاہئے بلکہ کسی ڈاکٹر اور طبیب کو تلاش کرنا چاہئے کیونکہ اس قسم کی بیماریاں یا تو پیٹھ کے اعصاب کی کمزوری اور نقص سے ہوتی ہیں اور یا دماغ کے اعصاب کے نقص یا خاص خاص بیماریوں کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض اوقات زنا ایک اخلاقی یا مذہبی جرم نہ ہوگا بلکہ کسی خاص دماغی بیماری کا نتیجہ ہوگا۔ اسی طرح بعض ڈاکے، بعض چوریاں، بعض جھوٹ خاص خاص نقصوں کے نتیجہ میں ہوں گے۔ ان کا علاج روحانی ریاضتوں سے اس عمدگی سے نہیں ہوسکتا جتنا جسمانی علاج کے ذریعہ“۔

اسی طرح آپؓ فرماتے ہیں:

”مگر ابھی چونکہ میری تحقیقات مکمل نہیں ہوسکیں اس لئے **مَیں اس مضمون کو اس وقت تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کرسکتا اور کسی اور وقت پر چھوڑتا ہوں۔ اپنے لئے یا آپ میں سے کسی کے لئے جس کو خدا تعالیٰ اسے بیان کرنے کی توفیق دے**“۔

(عرفان الٰہی صفحہ 37-38)

اس پیش خبری کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ اس مضمون کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی خاطر بے شمار کارہائے نمایاں انجام دئے۔ ان میں سے ایک عظیم کارنامہ ہومیوپیتھی طریق علاج کی ترویج ہے۔ تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں۔ آپ نے جو ہومیوپیتھی کتاب دنیا کے سامنے پیش فرمائی وہ خود ایک عجوبہ عالم ہے۔ جتنی بار آپ اس کا مطالعہ کریں گے اتنی بار نئی سے نئی باتیں آپ کے سامنے آتی چلی جائیں گی۔ انسان کی بہبودی کے لئے نئے سے نئے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ آپ کے اس عظیم احسان سے قیامت تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے ۔انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب اور خوشیاں عطافرمائے اور آپ کے محبوب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عاشق رسول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربت آپ کو عطا فرمائے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی ہومیوپیتھی کتاب میں مختلف موقعوں پر اس بات کو وضاحت سے پیش کیا ہے کہ بعض بیماریاں جو بظاہر اخلاقی اور روحانی معلوم پڑتی ہیں وہ دراصل جسمانی بیماریاں ہیں اور ان کا علاج ہومیو دوائیوں سے احسن رنگ میں کیا جاسکتا ہے۔ نمونے کے طور پر ان میں سے صرف چند ایک قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

❁......ایک ہومیو دوائی جس کا نام لیکسس (Lechesis) ہے، اس کے ذکر میں فرمایا:

”لیکسس (Lechesis) کے مریض خطرناک قسم کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ شروع شروع میں وہ سوچنے لگتے ہیں کہ سب لوگ ان کے خلاف باتیں کررہے ہوتے ہیں۔ یا ان کے کھانے پینے میں کچھ ملا دیا گیا ہے۔ وہ اپنے قریبی عزیزوں پر بھی شک کرتے ہیں۔ بعد میں یہ علامتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ایسے مریضوں کو لیکسس دینا ضروری ہے۔ (کتاب ہومیو پیتھی ۔جدید ایڈیشن مشتمل جلد اول و دوم ۔ترامیم و اضافہ کے ساتھ ۔شائع کردہ اسلام آباد یو۔کے ۔ صفحہ 547)

اسی دوا کے سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

”ایک مریض بچی میرے پاس لائی گئی جو چوری کی عادت میں مبتلا تھی۔ پوچھنے پر کہتی تھی اللہ کا حکم ہوتا ہے اس لئے کرتی ہوں۔ ایسے مریضوں کا علاج لیکسس سے کرنا چاہئے۔ جو خدا کے حکم پر اسی کی نافرمانی کریں ......مذہبی رجحانات غیر معمولی شدت اختیار کرلیتے ہیں۔ یہ شدت لیکسس سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اس کی سب سے خطرناک علامت یہ ہے کہ ان کے دل میں بعض دفعہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا حکم ہے کہ وہ کسی کو قتل کردیں.........ایسے مریض بعض دفعہ واقعتاً قتل بھی کردیتے ہیں یا قتل کرنے کی کوشش ضرور کرتے ہیں“۔

(ایضًا صفحہ 548)

پھر فرماتے ہیں:

”ڈاکٹر کینٹ کا خیال ہے کہ اس دوا کا کسی خاص علاقے سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا میں ہر جگہ اس دوا کو مفید پایا گیا ہے۔ لیکسس کے زہر میں جو شر اور تیزی پائی جاتی ہے وہ دنیا کے تمام بدکار انسانوں اور بگڑے ہوئے مزاجوں میں پائی جاتی ہے۔ یعنی شدید حسد، شرارت، فساد وغیرہ کا رجحان“۔ (ایضًا صفحہ 540)

گویا ایسے مزاج والے لوگوں کا علاج ہومیو دوائی لیکسس (Lachesis) سے ممکن ہے۔

❁......ایک اور ہومیوپیتھک دوا ’سلفر‘ (Sulpher) کے بارہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

”سلفر کے مریض کو فلسفی بننے کا بہت شوق ہوتا ہے اور کچھ مزاجاً فلسفی ہوتے بھی ہیں۔ اگر یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ جائے تو اونچی طاقت میں سلفر کی ایک دو خوراکوں سے کافی فرق پڑ جاتا ہے۔ ان میں سے بعض اقتصادی فلسفی ہوتے ہیں جو ہر وقت سکیمیں بناتے رہتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر کچھ نہیں کرتے...... بہت سست مزاج ہوتے ہیں۔ کسی کام میں ان کا دل نہیں لگتا۔ اپنی سوچوں میں ہی مقید رہتے ہیں۔ ان کا علاج بھی سلفر کی اونچی طاقت ہے۔ (ایضًا صفحہ 784)

❁......Cannabis Indica. نامی دوائی کے سلسلہ میں حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”(کینبس کا مریض)...... مسلسل بے تکی بحثیں کرتا رہتا ہے۔ اس کی سوچ میں منطقی ربط نہیں رہتا...... اچھی بھلی بات کرتے کرتے بغیر دلیل اور بغیر منطق کے کچھ اور بولنے لگتا ہے۔ (ایضًا صفحہ 224)

❁......Cladium دوائی کے بارہ میں فرماتے ہیں:

”کلیڈیم کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض کوئی کام کرکے سوچے گا کہ اس نے کیا ہے یا نہیں۔ کوئی بات کسی کو کہنی تھی، نہ معلوم کہی کہ نہیں...... ایسے مریض ذہنی طور پر بہت تھک جاتے ہیں اور آخر علمی کام ان کے بس میں نہیں رہتا“۔

(ایضًا صفحہ 185)

❁......حضور رحمہ اللہ ایک ہومیو دوائی کی تشخیص کے لئے مریض کے مزاج کے بیان میں فرماتے ہیں:

”آرم میٹیلیکم (Aurum Met.) کا مریض بظاہر اپنی ذات میں گُم، مایوس اور پژمردہ دکھائی دیتا ہے لیکن جب اُسے کسی بات پر غصہ دلایا جائے تو اس کی اپنی جان لینے کی خواہش دوسروں کی طرف منتقل ہوجاتی ہے اور وہ قتل تک کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے“۔ (ایضًا صفحہ 111)

❁......حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک اہم ہومیو دوائی کیموميلا دینے کے لئے مریض کی پہچان اور اس میں پائی جانے والی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کیموميلا (Chamomilla) کے مزاج کی یہ مستقل علامت ہے کہ اس کے مریضوں میں فراخ دلی کی کمی ہوتی ہے۔ طبیعت میں کسی قدر خساست پائی جاتی ہے۔ کسی دوسرے کی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ کسی کی تکلیف محسوس کرتے ہیں نہ کسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن ہر وقت اپنے معاملہ میں بے حد زود حس ہوتے ہیں۔ ہر وقت اپنی ذات سے چمٹے رہتے ہیں اور صرف اپنا ذاتی مفاد ہی پیش نظر رہتا ہے۔ دوسروں پر اچانک غصہ آنا بھی اسی مزاج کا حصہ ہے“۔

(ایضًا صفحہ 271)

قارئین کو علم ہے کہ حضور رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ کا نام مریم تھا اور ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا بڑا ہوکر ڈاکٹر بنے۔ ان کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے کمال شان سے پورا فرمایا۔ اور آپ واقعی ابن مریم ثابت ہوئے۔ آپؒ کے مسیحی انفاس سے ہزاروں لاکھوں مریضوں نے شفا حاصل کی۔

خلافت سے پہلے بھی آپ نے ہومیوپیتھی علاج سے لوگوں کو مستفید فرمایا۔ پھر جب خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا اور اس کی خاص تائید اور رہنمائی آپ کو حاصل ہوئی تو آپ کے فیض کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہوگیا۔ آپ نے لاکھوں لوگوں کو قریب سے دیکھا، ان کی اخلاقی اور روحانی اقدار پر آپ کی گہری نظر تھی اس لئے آپ کی رائے نہ صرف بحیثیت ایک ماہر ڈاکٹر ہونے کے بلکہ ایک عظیم روحانی پیشوا ہونے کے بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

❁......ہم پھر اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ایک اور ہومیو دوائی ’آیوڈم‘ (Iodum) سے متعلق مریضوں کے مزاج کی تشخیص کے سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں:

”اس میں شدید غصّے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ......اگر ایسے مریض کا بچپن میں آیوڈین سے علاج نہ کیا جائے تو بڑا ہوکر نہایت خطرناک مجرم بھی بن سکتا ہے۔ اور بغیر کسی محرک کے قتل وغارت میں ملوث ہوسکتا ہے“۔

(ایضًا صفحہ 469)

نکس وامیکا (NuxVomica) میں بھی یہ خطرناک علامت پائی جاتی ہے کہ اس کی مریضہ کے دل میں بے اختیار یہ خواہش ابھرنے لگتی ہے کہ وہ اپنے بچے کو آگ میں جھونک دے یا بے حد محبت ہونے کے باوجود خاوند کو موت

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

کے گھاٹ اتار دے۔ پھر وہ اس ارادہ سے سخت خوفزدہ بھی ہو جاتی ہے...... اگر مریض کی دیگر علامتیں آیوڈین کا تقاضا کرتی ہوں تو یہ دوا بہت مفید ثابت ہوگی"۔ (صفحہ470)

✿...... ہومیو دوائی نکس وامیکا (Nux Vomica) کے مزاج کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

"نکس وامیکا کی ایک دلچسپ علامت یہ ہے کہ جو شخص بدطینت اور کینہ پرور ہو، ہر وقت دوسروں کی عیب جوئی کرتا رہے اور ان میں نقص تلاش کرتے رہنے کا عادی ہو تو نکس وامیکا اونچی طاقت میں دینے سے ایسے مریضوں کی ذہنی حالت درست ہونے لگتی ہے اور ان میں حسد کا مادہ کم ہو جاتا ہے۔ لیکن ہرگز ضروری نہیں کہ نکس وامیکا کے ہر مریض میں حسد کا رجحان پایا جائے"۔ (صفحہ 642-643)

✿...... ایک اور دوا کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"ٹیرینٹولا (Tarentula Hispania) کا مریض عموماً یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی ہتک کی جارہی ہے جس کی وجہ سے وہ اندر ہی اندر کھولتا رہتا ہے اور سکیمیں بناتا ہے۔ اگر کوئی لومڑی کی طرح چالاک ہو اور ساتھ کچھ پاگل بھی ہو تو اسے ٹیرینٹولا اونچی طاقت میں دینا چاہئے۔ ٹیرینٹولا کا مریض بیمار نہ بھی ہو تو ہر بیماری کا ڈرامہ رچا سکتا ہے"۔

(صفحہ793)

"ٹیرینٹولا کے مریض میں ہوش کے دوران بھی بے حیائی کا رجحان پایا جاتا ہے...... وہ ہر جائز اور ناجائز ذریعہ سے اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ ایسے مریض کو ٹیرینٹولا اونچی طاقت میں دینا ضروری ہے۔

(صفحہ791-792)

✿...... ایک اور سماجی اور اخلاقی خرابی کے سلسلہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

"سلفیورک ایسڈ شراب کی پرانی عادت توڑنے کی بہترین دوا ہے ...... ایک بڑے گلاس پانی میں خالص سلفیورک ایسڈ کا ایک قطرہ ملا دینا چاہئے۔ اس پانی کو دن بھر تین خوراکوں میں ختم کر دینا چاہئے .... دنیائے طب میں غالباً اس مرض کی اس سے بہتر کوئی دوا نہیں"۔

(ایضاً صفحہ 790)

سگریٹ کی عادت چھڑوانے کے لئے بھی حضورؒ اسی دوا کو تجویز فرماتے ہیں۔ (صفحہ869)

✿...... للئیم ٹگ (Lillium Tig) نامی دوا کے بارہ میں آپؒ فرماتے ہیں:

"للیم ٹگ کا مریض متشدد مذہبی خیالات کا مالک ہوتا ہے۔ اگر وہ اذیت پسند ہو اور ہسٹریائی مزاج بھی رکھتا ہو تو یہ دوا اس کے لئے بہترین ہے"۔ (صفحہ565)

✿...... ایک اور اخلاقی بیماری کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فلورک ایسڈ (Fluoricum Acidum) ایسے لوگوں کے لئے بھی بہترین دوا ہے جو جنسی بے راہروی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو بالکل بیکار اور ناکارہ کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بدنظری سے باز نہیں آتے اور نظر بازی کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے فلورک ایسڈ، پکرک ایسڈ، لائیکو پوڈیم اور سپیا اپنے اپنے مزاج کے مریضوں میں بہترین ثابت ہوتی ہیں"۔

(صفحہ 391)

✿...... ایک اور اہم دوا "نیٹرم میور" (Natrum Mur.) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"نیٹرم میور کا مریض فرضی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بعض بوڑھی عمر کی عورتیں بھی ایسی فرضی محبت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اگر محبت کا علاج دوا سے ممکن ہے تو ایسی عورتوں کا علاج نیٹرم میور سے ہو سکتا ہے"۔ (صفحہ619)

✿...... پلمبم (Plumbum Met) نامی دوا کے بارہ میں نہایت لطیف انداز میں فرماتے ہیں:

"پلمبم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ دھوکہ دہی اور بے ایمانی کرنے والوں کے لئے شفا کا اثر رکھتی ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو ساری دنیا میں کثرت سے استعمال ہونی چاہئے"۔ (صفحہ679)

مندرجہ بالا ان چند نمونوں سے ہی قارئین کرام کو یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر وضاحت کے ساتھ بعض ذہنی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کے لئے بعض مؤثر دوائیں تجویز کی ہیں۔ خاکسار کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ حضور رحمہ اللہ کے بہت پیارے اور لطیف انداز بیان سے قارئین کرام کے ذہنوں میں ان مریضوں کے خاکے ضرور ابھر کر سامنے آئے ہوں گے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں ان سے ملتی جلتی شخصیتوں کے نمونوں سے ان کا واسطہ پڑا ہوگا اور وہ چاہ رہے ہوں گے کہ کسی طور سے ایسے مریضوں کی مدد کریں۔ اب یہ خوشخبری ہے کہ ان ہومیو ادویات کی مدد سے آپ ان کے دکھوں کو دور کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ۔

چونکہ خاکسار کا تعلق ہومیو طریق علاج سے ہے اس لئے خاکسار کو علم نہیں کہ ہومیو کے علاوہ دوسرے طریق علاج میں بھی کس حد تک مریض کے مزاج اور ذہنی اور اخلاقی حالات کو مدنظر رکھ کر دواؤں کی تشخیص کی جاتی ہے مگر امید ہے کہ دوسرے اطباء بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو مدنظر رکھیں گے جس میں آپؓ فرماتے ہیں:

"تم لوگ یاد رکھو کہ روحانی امراض کے بعض ایسے علاج ہیں جو ڈاکٹروں کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر تم اپنے طور پر کوشش میں لگے رہو اور اپنی تحقیقات سے ان لوگوں کی امداد کرو جن کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے اور جو اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں تا کہ دنیا میں ایک نیا انقلاب واقع ہو اور دنیا ایک قدم اور ترقی کرے، آمین"۔

('عرفان الٰہی'، صفحہ37۔ 1919ء)

✿✿✿✿✿✿

جماعت احمدیہ ساؤتھ کوریا کے 12ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ: چوہدری عرفان اظہر۔ ساؤتھ کوریا)

جماعت احمدیہ ساؤتھ کوریا کو اللہ تعالیٰ نے اپنا 12واں جلسہ سالانہ 6 اور 7 اکتوبر 2006ء کو منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ۔

جلسہ کی تاریخ سے ایک ماہ قبل انتظامات شروع کئے گئے اور مختلف ناظمین مقرر کئے گئے۔ مختلف میٹنگز میں ہر شعبہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا رہا اور بالآخر اس جلسہ کے انتظامات کو آخری شکل دی گئی۔

امسال لجنہ کے لئے الگ انتظام کیا گیا۔ یہ جلسہ Songchu Uijang Bu شہر میں منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں Seoul، Inghon، Taegu، Busan اور Uijang Bu کے احباب نے شرکت کی۔

جلسہ کا آغاز مورخہ 6/ اکتوبر کو بعد از نماز جمعہ لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب سے ہوا جو نیشنل صدر صاحب نے لہرایا اور کوریا کا قومی جھنڈا خاکسار نے لہرایا اور صدر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس

شام ساڑھے تین بجے افتتاحی اجلاس مکرم احسان محمد باجوہ صاحب صدر جماعت کوریا کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم رانا محسن محمود صاحب نے دعوت الی اللہ کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ سب سے پہلے ہمارا اپنا نمونہ صحیح ہونا چاہئے اور ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو بیان کر کے اس نمونہ کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد مکرم خالد مسعود بھنڈر صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے حضور کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی اور سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔

آخر پر صدر صاحب نے پیار و محبت کے ساتھ رہنے اور اسلام و احمدیت کا امن کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے بتایا کہ جب تک ہم خود علم حاصل نہیں کریں گے اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے بائبل کا مطالعہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم تبلیغ کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ دعا کے ساتھ افتتاحی اجلاس اختتام کو پہنچا۔

اس کے بعد احباب نے روزہ افطار کیا اور نماز مغرب کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ ساڑھے سات بجے نماز عشاء کے بعد نماز تراویح ادا کی گئی۔

رات آٹھ بجے خدام کے درمیان علمی مقابلہ جات شروع ہوئے جس میں تلاوت، نظم، اذان اور تقریر کے مقابلے شامل تھے۔ اس کے بعد خدام کے ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے جن میں کلائی پکڑنا وغیرہ شامل تھے۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز تہجد کے بعد سحری پیش کی گئی۔ نماز فجر کے بعد درس بھی ہوا۔ ساڑھے سات بجے خدام کے درمیان کرکٹ میچ کھیلا گیا۔

پہلا اجلاس

دوسرے دن کا پہلا اجلاس گیارہ بجے خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم ملک داؤد احمد صاحب صدر جماعت تھیکو نے تقریر کی۔ آپ کا موضوع تھا "موجودہ دور میں احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں"۔ آپ نے جماعتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ گھریلو اور خانگی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی کہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہر ایک کے حقوق کا خیال رکھنا چاہئے۔ آپ نے کورین معاشرہ کے مقابلہ کے لئے دینی علم کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد دوسری تقریر مکرم داؤد احمد قمر صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "دعا اور رمضان کی فضیلت"۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں رمضان کی اہمیت اور فضیلت تفصیل سے بیان کی کہ اس مہینہ میں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خاص طور پر دعائیں قبول کرتا ہے۔

اس کے بعد مکرم منور احمد صاحب جن کا تعلق پشاور سے ہے اور پی ایچ ڈی کے لئے یہاں آئے ہیں، نے اپنا تعارف کروایا۔ اس کے بعد خاکسار نے "نظام وصیت اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ یہ نظام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بشارت ملنے کے بعد پیش کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک جگہ دکھائی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ اس کے بعد یہ نظام جاری فرمایا اور آپ نے بہشتی مقبرہ نام رکھا کہ یہ نیک لوگوں کی قبریں ہوں گی اور وہ شرائط بھی بتائیں کہ کون لوگ اس جگہ میں دفن ہو سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی خاکسار نے وصیت سے متعلقہ مالی نظام کے بارہ میں تفصیل سے بتایا اور رسالہ الوصیت پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے اس قبرستان میں دفن ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین دعائیں جو رسالہ الوصیت میں درج ہیں پڑھ کر سنائیں۔

آخر پر خاکسار نے دوستوں سے درخواست کی کہ اس نظام میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

اختتامی اجلاس

دو بجے اس جلسہ کا اختتامی اجلاس شروع ہوا جو مکرم احسان محمد باجوہ صاحب صدر جماعت ساؤتھ کوریا کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم صدر صاحب نے علمی و ورزشی مقابلوں میں اول دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آئندہ انشاء اللہ یہاں طلباء میں بھی انعامات دینے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

بعد ازاں خاکسار افسر جلسہ سالانہ نے اظہار تشکر کے طور پر تمام احباب بشمول کارکنان کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس روحانی مجلس میں شامل ہونے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ تمام ناظمین جلسہ جنہوں نے بڑی محنت اور محبت کے ساتھ اس جلسہ میں کام کیا ہے اللہ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت دے۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور زور دے کر کہا کہ دعوت الی اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور دلائل و براہین ہاتھوں میں پکڑیں اور دنیا کو بتائیں کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے۔

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ کس طرح آپ نے تبلیغ کی اور ہر رکاوٹ کو دعاؤں کے ذریعہ دور فرمایا۔ آپ نے نیشنل سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری تبلیغ دونوں کو ایسے پروگرام بنانے کی طرف توجہ دلائی جن کے ذریعہ ہم دین کو دنیا پر غالب کر سکتے ہیں اور اسلام کے خلاف جو غلط تاثر قائم ہے اس کو دور کر سکتے ہیں۔

آپ نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی ترقی کے لئے دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد اختتامی دعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں حاضری 40 رہی۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے جلسوں کو بابرکت فرمائے اور اس ملک میں جماعتی ترقی کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

✿✿✿✿✿✿

سو سال قبل مصر میں منعقدہ ایک مسیحی کانفرنس میں احمدیت کا ذکر

(سید ساجد احمد۔ امریکہ)

سو سال قبل، مصر کے معروف اور تاریخی شہر قاہرہ میں 4 سے 9 اپریل 1906ء کے دنوں میں امت محمدیہ کے موضوع پر مسیحیوں نے پہلی مشنری کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس میں مسیحی منادوں نے اسلامی دنیا کا جائزہ پیش کیا۔ اس کانفرنس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اول تو اس میں پیش کی گئی تحقیقات کو اسی سال دی محمڈن ورلڈ آف ٹوڈے (The Mohammedan World of To-Day) کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا، بلکہ اسی سال اس کتاب کے کم از کم دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ یہ کتاب مشہور عالم مسیحی منادوں سیموئیل مارینس زویمر (Samuel Marinus Zwemer، 1867ء۔1952ء)، ایل ووڈ مارس وھیری (Elwood Morris Wherry، 1843ء۔1927ء) اور جیمز لیوائی بارٹن (James Levi Barton، 1855ء۔1936ء) نے تدوین دی۔ اس کتاب میں تیرہ مضامین شامل کئے گئے ہیں جن میں اسلام کے دنیا میں عمومی تجزیئے کے علاوہ مصر، مغربی افریقہ، ترکی، شام، فلسطین، عرب، ایران، بلوچستان، شمالی ہند، جنوبی ہند اور سماٹرا کے علاقوں میں اسلام کی صورتحال کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔ اس مسیحی کانفرنس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج سے سو سال قبل کے اُس زمانے میں جب کہ دنیا میں تعلیم اتنی عام نہ تھی اِس کانفرنس میں تیرہ مضامین پیش کرنے والوں میں سے آٹھ ڈاکٹر کے خطاب کے حامل تھے۔

اس کانفرنس میں وھیری نے شمالی ہند میں اسلام کا جائزہ لیتے ہوئے دو نئی ابھرتی ہوئی تحریکوں کا ذکر کیا۔ ایک سر سید احمد خان (1817ء۔1898ء) کی اور دوسرے اس فرقہ کی جس کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام (1835ء۔1908ء) نے ڈالی۔ لکھا ہے:

In quite recent years, two movements among Moslems in North India have attracted a great deal of attention and have given rise to two bodies of Moslems which are regarded as sects...

(The Mohammedan World of To-Day, Edited by Zwemer, Wherry, Barton, Second Edition, Fleming H Revell Company, 1906, p. 152)

(اردو مفہوم: بالکل قریبی سالوں میں شمالی ہند کے مسلمانوں میں دو تحریکوں نے بہت توجہ حاصل کی ہے اور مسلمانوں کے دو گروہوں کو ابھارا ہے جنہیں فرقہ کا مقام دیا جاتا ہے۔)

✿......سر سید احمد خان کا ذکر کرنے کے بعد وہ احمدیت کا ذکر کرتا ہے:

The other sect to which we have referred is that founded by Mirza Ghulam Ahmed of Qadian in the Punjab. This sect styles itself as Ahmadiyya. The founder styles himself as the Mahdi-Messiah of the twentieth century. He claims to be a prophet and the Messiah of the last times. This sect seems to be rather allied to that of the Babis in Persia.

(Ibid., p. 153)

(اردو مفہوم: دوسرا فرقہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کی بنیاد پنجاب میں قادیان کے [حضرت] مرزا غلام احمد [علیہ السلام] نے رکھی۔ یہ فرقہ اپنے آپ کو احمدیہ کہتا ہے۔ بانی اپنے آپ کو بیسویں صدی کا مہدی مسیح بتاتے ہیں۔ وہ نبی اور آخری دور کے مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس فرقے کا فارس کے بابیوں سے علاقہ معلوم ہوتا ہے۔)

احمدیت کا ایران کے بابیوں سے تعلق باندھنے کے بارے میں اس سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔

✿......وہ مزید لکھتا ہے:

Like that of the "New Islam" this movement is regarded by all Moslems, whether Sunni or Shiah, as heretical. The movement has influenced a multitude of educated men, but perhaps this may be accounted for by its offering a refuge for men who can no longer continue with the orthodox schools.

(Ibid., p. 153)

(اردو مفہوم: ''نیو اسلام'' کی طرح یہ تحریک بھی تمام مسلمانوں کے نزدیک، چاہے وہ سنی ہوں یا شیعہ، بدعتی ہے۔ اس تحریک نے تعلیم یافتہ آدمیوں کے ایک جم غفیر کو متاثر کیا ہے۔ شاید اس لئے کہ یہ ان لوگوں کو پناہ بخشتی ہے جو مروجہ خیالات کے پیروکار نہیں رہ سکتے۔)

قرآن وحدیث کی روشنی میں مسیح موعود کی بعثت کا مقصد ہی حقیقی اسلامی تعلیمات کا احیا اور ان مروجہ غلط اعتقادات کی درستی تھا جو مسلمانوں میں در آئے تھے، چنانچہ بعثتِ مسیح پاک طالبان ہدایت کے لئے مژدہ رشد و نور تھی اور ہے تو بے راہ لوگوں کے نزدیک بدعت تھی اور ہے۔

✿......یہاں وھیری نے کم از کم سمجھدار لوگوں میں احمدیت کے پیغام کی عام مقبولیت کا برملا اعتراف ضرور کیا ہے، گو تعداد کے اندازے کا ذکر کرنے سے گریز کیا ہے۔

✿......کچھ اور باتوں کا ذکر کرنے کے بعد مزید لکھتا ہے:

But we believe the new Islam has come to stay and that it will continue to draw to itself educated Mohammedans, especially those who have lost faith in the doctrines taught by the orthodox Mullas and Moulvies, and who cannot accept the Christian religion.

(اردو مفہوم: لیکن ہم یقین رکھتے ہیں کہ نیا اسلام رہنے کے لئے آیا ہے اور یہ کہ یہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اپنی طرف مسلسل کھینچتا چلا جائے گا، خاص طور پر ان کو جو کٹر مُلاّ اور مولوی کے سکھائے ہوئے نظریات میں ایمان کھو بیٹھے ہیں، اور وہ عیسوی مذہب کو قبول نہیں کر سکتے۔)

یہاں وھیری اس بات کو قبول کرتا ہے کہ گو تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مُلاّئیت قبول نہیں مگر جو کچھ بھی ان کے پاس ہے، ان کے فہم میں اس کے مقابلے میں ان کے لئے عیسائیت اس کے متبادل کے طور پر قابل قبول نہیں۔ عیسائیت کی اسلام کے مقابلے میں یہ واضح کمزوری ان تاریخی حقائق سے بھی ظاہر ہے کہ باوجود مسلمان ملکوں پر صدیوں پر محیط صلیبی غلبوں کے، اور کئی صدیوں سے مغرب کی تکنیکی، علمی، معاشی اور فوجی برتری کے، اور باوجود ان کے منادوں کی سرتوڑ کوششوں کے، عیسائیت مسلمان ملکوں میں خاطر خواہ نفوذ حاصل نہیں کرسکی۔

✿......وھیری مزید لکھتا ہے:

The eccentric movement led by Mirza Ghulam Ahmad of Qadian in the Punjab has been made a side track of some who had practically abandoned the faith of thier fathers, but it gives no promise of permanence. The most that can be said for such movements is that they indicate a growing desire for something better that the religion of Islam can give.

(Ibid., p. 163)

(اردو مفہوم: مروجہ اعتقادات کی مخالف تحریک (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے زیر قیادت کئی ان لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے جو اپنے آبا کے دین کو عملی طور پر چھوڑ چکے تھے۔ لیکن یہ کسی استحکام کا وعدہ نہیں دیتی۔ ایسی تحریکوں کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس سے کچھ زیادہ کی (تلاش کی) بڑھتی ہوئی خواہش کی آئینہ دار ہیں جو اسلام دے سکتا ہے۔)

اسلام کے پیارے چہرے پر سے نافہم مُلاّں کی ڈالی ہوئی گرد و غبار کو سر سید احمد خان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اتارنے کی سعی کی، لیکن اس دین کو قلب نبی امی پر اتارنے والے نے صدیوں پہلے اپنے پیارے سے اعلان کروا دیا تھا کہ یہ کام خود اس کے اپنے ہاتھ سے آسمانی روشنی سے منور ایک فارسی الاصل کے ذریعے سے ہی انجام پائے گا۔ چنانچہ آج ایک سو سال بعد ہم دیکھتے ہیں جس تحریک کو وھیری نے عارضی اور غیر محکم سمجھا، اس کے پاؤں پچھلے سو سال میں دنیا کے کونے کونے میں جم چکے ہیں اور باوجود مخالفتوں کے شدید طوفانوں کے یہ درخت مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے اور اس کی شاخیں شش جہت پھیلتی چلی جا رہی ہیں، يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح:30)۔ احمدیت کی روز افزوں ترقی احمدی مسلمانوں کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے تو اس کے معاندین کے لئے ان کا غیظ و غضب کے بھڑکنے کا باعث۔

✿......گولڈ سمتھ (M. G. Goldsmith) نے جنوبی ہند میں اسلام کی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

A possible important factor in the future is the sect that follows Mirza Ghulam Ahmad of Qadian, who calls himself the Messiah. Though denounced as a heretic by orthodox Moslems, he has thousands of disciples in different parts of India, some of them in Haidarabad city and in some of the districts.

(Ibid., p. 181)

(اردو مفہوم: مستقبل میں ایک اہم ممکنہ عنصر وہ فرقہ ہے جو قادیان کے (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کی پیروی کرتا ہے، جو اپنے آپ کو مسیح کہتے ہیں۔ قدامت پسند گروہ کی طرف سے بدعتی قرار دیئے جانے کے باوجود ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ان کے ہزارہا پیروکار ہیں، کچھ حیدرآباد شہر میں اور بعض اضلاع میں۔)

وھیری کے تجزیہ کے برعکس گولڈ سمتھ نے پہچان لیا کہ احمدیت مستقبل میں اسلام کا ایک اہم حصہ ہوگی۔ گولڈ سمتھ نے اس زمانے میں احمدیوں کی بڑی تعداد کا بھی اقرار کرلیا، گو کافی کنجوسی کے ساتھ ہی سہی۔

✿......وائٹ بریشٹ (H.U. Weitbrecht) نے ہند میں نئے اسلام کے عنوان کے تحت لکھا:

It remains to mention one other movement which endeavours to combine modern progress with Moslem orthodoxy. I refer to the sect started by Mirza Ghulam Ahmed of Qadian in the Punjab. The Ahmadiyya, to adopt the self-chosen style of this new sect, represents the endeavour to find, in the face of the irresistable advance of modern culture, a via media between the more advanced reform and an imposssible return to the old standpoint. Mirza Ghuilam Ahmed is now nearing seventy years of age, and his claims to religious leadership date from twenty years back. He is, I believe, a man in whom religious zeal and conviction are combined with a very large proportion of personal motives, and there is no doublt that he has employed fraud, if not worse means, for the accomplishment of his ends. (Ibid., pp. 199-200)

(اردو مفہوم: ایک اور تحریک کا ذکر باقی ہے جو جدید ترقی کو مروجہ اسلامی خیالات سے ملانا چاہتی ہے۔ میرا اشارہ پنجاب میں قادیان کے (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے شروع کئے ہوئے فرقہ کی طرف ہے۔ احمدیہ (جماعت) وہ نام اختیار کرتے ہوئے جو اس نئے فرقے نے خود اپنے لئے چنا ہے، جدید طرز معاشرت کی یلغار کے سامنے، زیادہ ترقی پذیر اصلاح اور پارینہ خیالات کی طرف ناقابل ممکن رجوع کے درمیان ایک میانہ رو نظریہ ڈھونڈنے کی کوشش کا انعکاس ہے۔ (حضرت) مرزا غلام احمد (علیہ السلام) اب ستر سال کی عمر کو پہنچ رہے ہیں، اور ان کا مذہبی پیشوائی کا دعوی پچھلے بیس سال سے ہے۔ میرے یقین کے لحاظ سے وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جن میں مذہبی جوش اور یقین کا بہت بڑے ذاتی مقاصد کے حصہ کے ساتھ ادغام ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے فریب استعمال کیا ہے، اگر اس سے بڑھے ہوئے طریقے نہیں۔)

ایک طرف تو عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے سامنے نہ ٹھہر سکے، دوسری طرف بجائے اس کے کہ وہ آپ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں خداوند عالی کی نصرت کا ہاتھ ہونا قبول کرتے، انہوں نے اپنی بدقسمتی اور خود اپنے عقائد اور ہٹ دھرمی کے فریب اور دھوکے میں آکر آپ کے معجز نما نشانوں کو فریب اور دھوکہ دہی پر محمول کے اپنے دل و دماغ کو جھوٹی تسلی دے لی اور دیتے جا رہے ہیں۔

✿......وائٹ بریشٹ مزید لکھتا ہے:

Disquieted by the progress which

Christianity was making among Muhammedans of the Central Punjab, he felt that a new prophet was needed; was he not the man? *(Ibid., p. 200)*

(اردو مفہوم: وسطی پنجاب میں مسلمانوں کے درمیان عیسائیت جو ترقی کر رہی تھی، اس سے بے چین ہو کر انہوں نے ایک نئے نبی کی ضرورت محسوس کی۔ کیا وہ خود ہی وہ شخصیت نہ تھے؟)

انیسویں صدی میں ہر قابل ذکر مذہب کے پیروکار اپنے پرانے پیشواؤں میں سے کسی نہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اگر مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی انتظار تھی تو عیسائیوں کو مسیح کی اور اہل ہنود کو کرشن کی۔ اور مسلمانوں کو دیا گیا یہ وعدہ صلیبی قوتوں کے عروج کے وقت میں ہی پورا ہونا تھا اور اس کا مقصد ہی صلیب کے زور کو دلائل و براہین سے توڑنا تھا نہ کہ تیر و تفنگ سے۔ عجیب بات ہے کہ ان مذاہب کے عمائد نے اپنے اپنے آسمانی صحیفوں اور ثقہ روایات سے اپنے اپنے موعود کے آنے کے جو وقت مقرر کئے تھے وہ سب انیسویں صدی کے درمیان کے لگ بھگ پڑ رہے تھے۔ اس قسم کے حالات کی موجودگی میں ایک عالم اور پڑھے لکھے عیسائی کا یہ کہنا کہ نعوذ باللہ خود نبی بننے کے لئے نبی کی ضرورت ایجاد کر لی، خود اپنا مذاق اڑانا ہے۔ کیا یہ وہی دور نہیں تھا جس میں مسیح کی آمد ثانی کی تاویلات کے چکر میں عیسائیت میں سے کئی نئے فرقے ایجاد ہوئے؟ عیسائیوں کی آمد ثانی کے اندازوں کی اتنی تاریخیں غلط ہو چکی ہیں کہ اب انہوں نے کوئی نئی تاریخ مقرر کرنے کا حوصلہ کرنے کی بجائے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ آمد ثانی کے موعود لمحے کا کسی کو علم نہیں۔ ان کا یہ بیان بذات خود اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے سب اندازے غلط ثابت ہو چکے ہیں اور آسمانی صحیفوں میں درج شدہ اشارات کی کسی قابل قبول تاویل کی گنجائش ہرگز ممکن نہیں رہی۔ مگر پھر بھی عیسائیوں کو مسیح کی آمد ثانی کے بالضرور ہونے سے انکار کی جرأت نہیں ہو رہی۔ مسیح پاک نے سو سال قبل کیا ہی سچی بات کی تھی کہ ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

وائٹ بریشٹ اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

However, as Mohammed was the last of the prophets, he could not claim strictly to be a *Nabi;* but there is always available for the Mohammedan enthusiast the role of a *Mahdi* or promised Guide who is to prepare the way for the return of Jesus and the Judgement Day. As John the Baptist was said by Christ to be Elijah the prophet, because he came in the spirit and power of Elijah, so the Mirza claims to have come in the spirit and power of the Messiah, and at the same time to be the promised Mahdi. Lately he has added, for the benefit of Hindus, an *avatar*, the true Krishna *redivivus*. *(Ibid., p. 200)*

(اردو مفہوم: لیکن چونکہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی تھے، وہ حتمی طور پر نبی ہونے کا دعویٰ نہ کر سکتے تھے، لیکن ایک مسلمان جوشیلے کے لئے مہدی یا موعود ہادی کا کردار ہر دم میسر ہے جس نے مسیح کی آمد اور یوم آخر کا رستہ ہموار کرنا ہے۔ جیسے مسیح نے بپتسمہ دینے والے یوحنا کو ایلیاہ نبی قرار دیا، کیونکہ وہ ایلیاہ کی روح اور قوت میں آیا، ایسے ہی [حضرت] مرزا [غلام احمد علیہ السلام] مسیح کی روح اور قوت میں آنے کا دعوی کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی مہدی موعود ہونے کا بھی۔ بعد میں انہوں نے ہندوؤں کی بہتری کے لئے اپنا اوتار کرشن کا حقیقی احیائے ثانی ہونا بھی شامل کر لیا ہے۔)

مسلمانوں نے آمد ثانی کی آخری حد چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور عیسائیوں نے آمد ثانی کی آخری حد سن 2000 عیسوی کا اختتام مقرر کیا تھا، جو دونوں بلا ریب گذر چکے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ان دونوں مواقع پر ان دونوں قوموں نے نہ صرف مقامی بلکہ قومی طور پر بڑے بڑے جشن منائے، بڑی بڑی تقریبات عوامی اور شاہی پلیٹ فارموں پر منعقد کیں اور ان دونوں حدوں کے گذر جانے کا بانگ دہل اعلان کیا اور یہ نہ سوچا کہ دعوت تو ہے مگر مہمان کہاں ہے۔ اب تو کم از کم ان دونوں قوموں کے پاس خداوند عظیم کے فرستادہ کو قبول نہ کرنے کا کوئی بہانہ باقی نہیں رہا۔

وائٹ بریشٹ اپنا بیان جاری رکھتا ہے:

The Mirza repudiates the traditional doctrines of *Jihad* and slavery. The latter is intended according to the Koran to be gradually abolished; Jihad is not permissible under present circumstances. Polygamy, weiling of women and divorce, are permissions or regulations of the inspired legislator, given to prevent worse evils. The Ahmadiyya, like the Arya Samaj, is bitterly anti-Christian, while both are fiercely opposed to each other. It is difficult to estimate exactly the number of adherents of this sect, but they may be supposed to run into the tens of thousands, of whom a few are educated in the modern sense. The Mirza and his councillors, however, understand the power of the press and of education, and he has established a high school, intended to be developed into a college, and a printing press; and English and Urdu newspapers are published in Qadian. (Footnote: Further information about the sect is given in a paper by the Rev. Dr. Griswold in the *Proceedings of the Victoria Institute* for May, 1905.

(Ibid., pp. 200-201)

(اردو مفہوم: (حضرت) مرزا (غلام احمد علیہ السلام) جہاد اور غلامی کے مروجہ اعتقادات کو رد کرتے ہیں۔ مؤخر الذکر نے قرآن کی رو سے تدریجی طور پر موقوف ہونا تھا۔ جہاد کی موجودہ حالات میں اجازت نہیں۔ ملہم قانون ساز نے تعدد ازدواج، عورتوں کے پردے اور طلاق کی اجازت اور ضابطے بڑی برائیوں کے روکنے کے لئے بنائے۔ احمدیہ (جماعت) آریہ سماج کی طرح عیسائیت کی سخت مخالف ہے، جبکہ دونوں ایک دوسرے کی بھی مخالف ہیں۔ اس فرقے سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے، لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ دسیوں ہزاروں میں ہوں، جن میں سے کچھ جدید لحاظ سے تعلیم یافتہ ہیں۔ لیکن (حضرت) مرزا (غلام احمد علیہ السلام) اور ان کے معاون پریس اور تعلیم کی طاقت کو پہچانتے ہیں، اور آپ نے ایک ہائی سکول قائم کیا ہے، کالج بنانے کے منصوبے کے ساتھ، اور ایک مطبع خانہ، اور اردو اور انگریزی اخبارات قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔ حاشیہ: اس فرقے کے بارے میں مزید معلومات مئی 1905ء کی پروسیڈنگز آف دی وکٹوریا انسٹیٹیوٹ میں ریورنڈ ڈاکٹر گرسوالڈ کے مقالے میں دی ہیں۔)

وائٹ بریشٹ نے گولڈسمتھ سے ذرا زیادہ بہادری سے کام لیتے ہوئے اس زمانہ میں احمدیوں کی تعداد گولڈسمتھ کی اوپر بیان کی گئی تعداد سے دس گنا زیادہ قبول کر لی ہے۔ اس کے اس بیان میں ان لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جنہیں دنیا میں جماعت احمدیہ کی ہمیشہ سے مسلسل بڑھتی ہوئی تعداد کو حیلے بہانے کم کر کے دکھانے کی مصیبت درپیش ہے۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (الرعد:42) اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (انبیاء:45)۔

پچھلے سو سال اس بات پر گواہ ہیں کہ زمین مسلسل معاندین احمدیت کے قدموں کے نیچے سے سرکتی جا رہی ہے اور خداوند عالی کی تقدیر کے موافق شر پسند گروہ یقیناً غالب نہیں ہوں گے۔

❁❁❁❁

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب

(حافظ عبدالرحمن - مربی سلسلہ)

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب سابق امیر ضلع میر پور خاص کو اپنی زندگی میں غیر معمولی طور پر خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ خدمت سلسلہ کے علاوہ خدمت انسانیت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کسی بھی قسم کی خدمت ہو آپ اس کے لئے ہر لمحہ مستعد رہتے۔ آپ نے کم و بیش نصف صدی تک ضلع میر پور خاص میں جماعتہائے احمدیہ کی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ سچ تو یہ ہے کہ علاقہ میں شاید ہی کوئی شخص ہو جس پر محترم ڈاکٹر صاحب کا کوئی احسان نہ ہو۔ آپ کو سلسلہ سے بے حد محبت تھی۔ امیر، غریب ہر قسم کے احمدیوں سے محض سلسلہ کی محبت کی وجہ سے انتہائی شفقت سے پیش آتے اور ضرورتمندوں کے ضرور کام آتے۔

محترم ڈاکٹر صاحب احمدی نوجوانوں سے بہت محبت کرتے، شفقت سے پیش آتے، ان کی تربیت کا خیال رکھتے تا کہ بڑے ہو کر دینی خدمات کے اہل ہو سکیں۔ نیز ضلع کے نوجوانوں کی تعلیم کا بھی پورا احساس تھا۔ نتیجہ یہ کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیسیوں افراد محترم ڈاکٹر صاحب کی کاوشوں اور تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں بڑی بڑی خدمات پر مامور ہیں۔ سلسلہ کی خدمت کرنے والوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے سپرد کام کرتے تا کہ ان کی مزید تربیت ہو اور مستقبل میں ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ ضرورتمندوں کی خاموشی کے ساتھ ضرورت پوری کر دیتے۔ جماعتی معاملات سے پوری طرح باخبر رہتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ بوقت ضرورت آپ کو تربیت کرنے اور فیصلہ کرنے میں زیادہ دِقّت محسوس نہ ہوتی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کو بچپن سے ہی تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ آپ نے 1947ء میں عثمانیہ یونیورسٹی سے MBBS کا کورس مکمل کیا۔ 1949ء میں لاہور آئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر میر پور خاص میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ 1955ء میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے لندن تشریف لے گئے وہاں دو سپیشل کورس کئے لیکن وہاں تعلیم کے دوران دل کا اٹیک ہوا اور تین ہفتے ہسپتال میں داخل رہے۔ اور ڈاکٹروں کے مشورہ سے واپس پاکستان تشریف لائے اور تیسرا یعنی آخری کورس مکمل نہ کر سکے۔

آپ نے 1950ء میں ایکسرے مشین خریدی۔ اس سے قبل میر پور خاص میں ایکسرے مشین نہ تھی۔ اور پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر اپنے ادارے کا نام فضل عمر الیکٹرو ایکسرے انسٹی ٹیوٹ رکھا۔ آپ کے اس ادارے میں بے شمار احمدی نوجوانوں نے ٹریننگ لی اور آج تک تربیت لے کر مخلوق خدا کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

1964ء میں میر پور خاص کی جماعت نے مشاورت میں یہ تجویز بھیجی کہ ربوہ میں واٹر سپلائی کا انتظام ہونا چاہئے۔ چنانچہ تجویز پاس ہوگئی اور یہ کام محترم ڈاکٹر صاحب کے سپرد ہوا۔ آپ مسلسل تین ماہ لاہور میں رہے اور ربوہ میں پانی کی ٹینکی کا کام کروا دیا۔ یہ بھی آپ کی محبت کی ایک ادا تھی کہ مرکز میں سکونت پذیر مخلصین جماعت میٹھا پانی پی سکیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب جماعتی خدمات کو ہمیشہ ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ 1988ء کا واقعہ ہے کہ آپ کے اکلوتے بیٹے ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب موجودہ امیر ضلع میر پور خاص کی شادی تھی۔ ولیمہ سے قبل مرکز کی طرف سے ایک اہم ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی جو کہ فوری نوعیت کی تھی۔ آپ نے فوراً لبیک کہا اور ذاتی پروگرام کو گویا بھول ہی گئے۔ آپ نے اس وقت کے پرائم منسٹر سے رابطہ کیا۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ کام بھی ہو گیا اور آپ عین دعوت کے وقت کامیابی سے گھر پہنچ گئے۔

آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا بیٹا بھی انسانیت کی خدمت کرے اور زیادہ سے زیادہ علم حاصل کر کے آپ کی جگہ سیٹ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں جبکہ آپ کا بیٹا امریکہ میں تعلیم پا رہا تھا، آپ دو دفعہ لمبے قیام پر امریکہ گئے تا کہ بیٹے کی یکسوئی سے رہنمائی کر سکیں۔ چنانچہ آپ کی یہ خواہش بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں ہی پوری کر دی۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ یہ چیز محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صدیقی صاحب کی عالی نظری اور دور اندیشی کا ثبوت ہے۔

جب آپ امریکہ گئے تو اس وقت پاکستان میں احمدیوں کے اذان دینے پر پابندی تھی۔ آپ جہاں ٹھہرے وہاں فجر کے وقت اٹھے، اذان دی اور فجر کی نماز ادا کی۔ اس کام سے آپ کے دلی جوش اور ولولہ کی عکاسی ہوتی ہے۔

میر پور خاص اور ارد گرد کے علاقہ میں محترم ڈاکٹر صاحب نے بے انتہا لوگوں کی خدمت کی ہے اور آج مربیان کرام اور داعیان الی اللہ اسی کی بدولت یہاں ہر طبقہ کے لوگوں کے پاس دعوت الی اللہ کی غرض سے بلا جھجک پہنچ جاتے ہیں۔ اور محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بدولت لوگ مؤدبانہ رنگ میں ملتے اور تسلی سے بات سنتے ہیں اور ہر طبقہ کے لوگ محترم ڈاکٹر صاحب کو یاد رکھتے ہیں۔

عید کے موقع پر محترم ڈاکٹر صاحب خصوصی طور پر نیک جذبات کے تحت خدمت خلق کرتے اور دُور دُور کے گھرانوں کے افراد کو اپنی گاڑی میں لے کر آنے اور واپس بھجوانے کا انتظام کرتے۔ 1987ء میں خاکسار نے میٹرک کیا تو نمبر بہت کم تھے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ ملنا مشکل تھا۔ مَیں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کی اور کہا کہ داخلہ مل جائے گا۔ یوں مجھے داخلہ مل گیا اور آج بطور مربی سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور آپ کے بچوں کو آپ کی نیک یادیں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

ایک انتباہ!

عبرت انگیز اور سبق آموز

(پروفیسر محمد شریف خان۔ امریکہ)

انسانی زندگی، لمحہ لمحہ رونما ہونے والے واقعات اور حادثات سے مرکب ہے اور بالآخر یہی واقعات و حادثات تاریخ کی اثاث اور بنیاد بن جاتے ہیں اور لوگوں کے لئے سبق آموز اور راہنما ثابت ہوتے ہیں۔۔انسانی اقدار میں ساتجھے کے باعث اکثر ایک کی ہڈ بیتی جگ بیتی بن جاتی ہے۔داناؤں کے نزدیک کسی کے تجربات سے نصیحت پکڑنا عقلمندی کے زمرے میں آتا ہے۔یعنی گڑھے میں گرے ہوئے کو دیکھ کر گڑھے میں نہ گرنا، اور راستہ بدل کر جانے ہی میں عافیت ہے۔

آج کی محفل میں، مَیں اپنے خاندان میں تقریباً سو سوا سو سال پہلے رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان کرنا چاہ رہا ہوں جس کے باعث ہمارے خاندان کی ایک شاخ گو آسٹریلیا میں قائم ہوگئی، لیکن ایک کٹّر مسلمان کے بچے ہونے کے باوجود والدہ کے غیر مذہب ہونے کی وجہ سے اب یہ ساری نسل عیسائی ہے، اسلام سے قطعاً بے بہرہ اور لاتعلق! یہاں تک کہ انہیں اپنے نانا کے متعلق یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا مذہب کیا تھا!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک مجلس میں اہل کتاب غیر مذہب عورت سے شادی سے متعلق سوال ہوا تھا۔آپ کا جواب تھا:

’’پھر دیکھ لو اگر بچے اپنی والدہ کے مذہب پر اور معاشرے پر رہے تو کیا تم برداشت کرلو گے کہ وہ گرجا میں جائیں اور عیسائی معاشرے کی طرح بود و باش اختیار کرلیں‘‘؟

درجِ ذیل واقعہ حضور کے جواب کی سچائی کا مونہہ بولتا ثبوت ہے۔

سترھویں صدی میں ہندوستان میں انگریزوں کی آمد آمد نے جہاں ہندوستان میں طرزِ حکومت کو یکسر بدل ڈالا، وہاں انگریزی بود و باش میں آزادی دیکھ کر ہندوستانی نوجوانوں میں ہندوستان سے باہر نکلنے اور آزاد معاشرے میں قدم رکھنے کی آرزو پیدا ہوئی۔چنانچہ کئی نوجوان کسی نہ کسی طریق سے انگلستان اور دوسرے مغربی ممالک میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے جو دیارِ غیر میں چھوٹا موٹا کام کر کے، محنت کے بل بوتے پر آخر کار آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے اچھے بھلے کاروباری بن گئے اور مغربی معاشرے میں عزت سے جانے لگے۔

اغلباً 1890ء کے اردگرد کا واقعہ ہے، میرے دادا عبدالحکیم صاحب کا خاندان لاہور میں آباد تھا۔آپ کے والد محمد عظیم محکمہ انہار میں افسر تھے اور معاشرے میں عزت سے جانے جاتے تھے۔گھر میں رزق کی فراوانی تھی۔آپ کی والدہ کا نام حسن بیگم تھا۔عبدالحکیم میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد بیرونِ ملک جانے پر مصر ہوئے۔گھر والوں نے پہلے تو سمجھا بجھا کر، پھر ڈانٹ ڈپٹ کر آگے پڑھائی پر لگانا چاہا مگر بے سود۔باہر جانے کی ہٹ برقرار رہی۔آخر تنگ آکر والدین نے عبدالحکیم کی شادی کردی۔مگر یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ایک دن عبدالحکیم گھر سے غائب ہو گئے۔جگہ جگہ ڈھونڈا گیا، کوئی سراغ نہ ملا۔والدین صبر شکر کر بیٹھے۔نئی نویلی دلہن محمد بی بی تھک ہار کر میکے موضع چکسان ضلع گوجرانوالہ، اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔چند ماہ بعد اس کی گود ہری ہوئی۔اللہ نے اسے ایک صحتمند بیٹے سے نوازا، بیٹے کا نام حبیب اللہ رکھا گیا۔خاوند کی یاد کو کسی قدر بھول گئی اور بچے کے پالنے پوسنے میں جُت گئی۔

دو سال بعد اچانک محمد عظیم صاحب کو آسٹریلیا سے ایک خط موصول ہوا جس میں عبدالحکیم نے آسٹریلیا پہنچنے اور اپنی خیریت کی اطلاع دی تھی مگر اپنا پتہ درج نہیں کیا تھا کہ کہیں والدین اسے بازیاب نہ کرالیں۔بہرحال اس اطلاع سے والدین کی جان میں جان آئی۔اس طرح کی خیریت کی خبریں گاہِ گاہِ ملتی رہیں۔آخر کار ایک خط سے عبدالحکیم کا آسٹریلیا کا پتہ معلوم ہوا۔وہ سڈنی شہر میں رہ رہا تھا جہاں اس کا کپڑے کا سٹور تھا۔گھر والوں نے حال احوال کے علاوہ اس کے بیٹے حبیب اللہ کی پیدائش کی خبر دی، یہ سوچتے ہوئے کہ شائد بیٹے کی خبر پر واپس لوٹ آئے۔مگر کہاں۔اگلے خط سے پتہ چلا کہ عبدالحکیم نے ایک انگریز کیتھولک عورت مارگریٹ سے شادی کرلی ہے اور اس کا اب واپس آنے کا کوئی اِرادہ نہیں۔اس خبر سے والدین کو سخت رنج ہوا۔انہوں نے عبدالحکیم سے رہا سہا تعلق توڑ لیا۔

ادھر حبیب اللہ گاؤں کے ماحول میں اپنی والدہ محترمہ محمد بی بی اور ماموں غلام محمد جو گاؤں کی مسجد کے پیش امام تھے، کی نگرانی میں پلے بڑھے۔قدرتی طور پر والد سے ملنے کا شوق تھا۔پرائمری کے بعد مشن سکول ڈسکہ میں داخل ہوئے اسکول کی انتظامیہ کو جب معلوم ہوا کہ حبیب اللہ کو والد سے ملنے کی شدید خواہش ہے تو انہوں نے والد سے ملنے کی خواہش پوری کرنے کی مشروط حامی بھرلی کہ پہلے حبیب اللہ کو بپتسمہ لینا ہوگا اور یہ تیار ہو گئے۔اللہ نے بچانا تھا، کسی طور والدہ کو اطلاع ہوئی انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر حبیب اللہ کو گھر بلا لیا۔اس طرح اللہ نے اپنے فضل سے بدراہی کے پھندے سے بچالیا۔حبیب اللہ نے گوجرانوالہ سکول میں پڑھائی مکمل کی۔فوج کی میڈیکل شاخ میں بھرتی ہوگئے۔ڈاکٹری ٹریننگ حاصل کی۔افریقہ میں فوجی ڈیوٹی پر حاضر ہوگئے۔افریقہ میں احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔تینتیس سال نوکری کر کے، 1948 میں ریٹائر منٹ لے کر اپنے گاؤں چکسان اپنے بچوں کے پاس آگئے۔

اُدھر اِس دوران آسٹریلیا میں عبدالحکیم کیفیملی میں چار افراد کا اضافہ ہو چکا تھا، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا یوسف۔جیسے جیسے بچے بڑے ہوتے گئے، غیر مذہب عورت سے شادی کرنے کے بد اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے، بچوں کی تربیت کے سلسلے میں میاں بیوی میں تکرار رہنے لگی۔عبدالحکیم اپنی تمام خامیوں کے باوجود کٹّر مسلمان تھے۔سڈنی میں تعمیر ہونے والی مسجد میں باقاعدہ چندہ دیتے۔باجماعت نمازوں میں اور دوسرے اجتماعات میں شامل ہوتے۔یہ بچوں کو نماز اور مسجد کی طرف کھینچتے اور مارگریٹ گرجا کی طرف، جبکہ والد ان کی اسلامی رنگ میں تربیت کرنا چاہتے۔بچیاں جوان ہوئیں تو والد کے سامنے ڈیٹنگ کرنے جاتیں۔رفتہ رفتہ والد کو غیر مذہب میں شادی کرنے کے نقصانات کا شدید احساس ہونے لگا۔گھر میں دن رات کی تو تکار آخر عدالت تک پہنچی۔اس دوران مارگریٹ کے والدین کے ہاتھوں ہندوستان سے عبدالحکیم کے نام آیا ہوا خط لگا۔ایک اُردو دان سے پڑھانے پر عبدالحکیم کی ہندوستان میں پہلی شادی کا انکشاف ہوا جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔کیتھولک ہونے کے باعث میاں بیوی میں طلاق پر بات ٹھہری۔بچے والدہ کے ساتھ چلے گئے۔گھر ٹوٹنے کے بداثرات بچوں پر بھی ظاہر ہوئے۔سِلویا دماغ پر اثر ہونے کے باعث ساری عمر کنواری رہی۔جبکہ لڑکے یوسف نے شراب نوشی شروع کردی، اور ہسپتال میں فوت ہوا۔باقی دو لڑکیوں کی اولاد اب آسٹریلیا میں آباد ہے جو اسلام سے بے بہرہ اور مکمل طور پر عیسائی ہیں۔والد نے طلاق کے بعد بھی بچوں سے رابطہ رکھا اور انہیں اسلام کی طرف مائل کرتے رہے، مگر انہیں کوئی کامیابی نہ ہوئی کیونکہ عدالت ان کے خلاف فیصلہ دے چکی تھی۔گو بچے اپنے والد کی فیاضی کے باعث انہیں پیار کرتے رہے مگر مذہب کے بارے میں مکمل طور پر والدہ کے زیر اثر رہے۔دونوں چھوٹی بچیوں کی شادی کیتھولک رواج کے مطابق انجام پائیں اور یہ حسرت سے دیکھا کئے۔

عبدالحکیم گھریلو واقعات سے اور اکیلے پن سے تنگ آکر پرانے رشتوں کی تلاش میں جب نکلے تو پتہ چلا، ماں باپ کب کے وفات پا چکے ہیں، بیوی خاوند سے لمبی جدائی کے باعث صبر کر بیٹھی ہے، اور انہیں کسی طور خوش آمدید کہنے کی روادار نہیں ہے۔آ جا کر بیٹے حبیب اللہ خان کا خیال آیا، جواب افریقہ میں تھے۔اور احمدیت قبول کرلی تھی، اور باپ کو کئی تبلیغی خط لکھ چکے تھے۔عبدالحکیم 1935ء میں افریقہ پہنچے، پہلی دفعہ بیٹے کو دیکھا، تسلی ہوئی، مگر مذہبی اختلاف دونوں میں قائم رہا۔کچھ عرصہ پوتے پوتیوں سے دل بہلایا اور دلبرداشتہ واپس آسٹریلیا چلے گئے۔

آخری عمر میں عبدالحکیم صاحب کی شدید خواہش تھی کہ ان کی وفات اپنے وطن پاکستان میں ہو۔چنانچہ انہوں نے والد صاحب ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب سے جنوری 1953ء میں ایک خط میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔اور اطلاع دی ان کی صحت تیزی سے گر رہی ہے اور انہوں نے وطن واپس آنے کے لئے ہوائی جہاز کی ٹکٹ خرید لی ہے۔مگر ان کی یہ آخری خواہش بھی پوری نہ ہوسکی۔پاکستان میں تمام رشتہ داران کی آمد کے منتظر تھے کہ ناگہاں خبر ملی کہ عبدالحکیم دماغی رگ کے پھٹ جانے، اور گردوں کے فیل ہو جانے کے باعث 15 فروری 1853ء کو ہسپتال میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اردگرد کے مسلمانوں نے کفنا دفنا دیا۔رہے نام اللہ کا!

اس تمام واقعہ کا عبرت ناک پہلو یہ ہے۔کچھ عرصہ ہوا مَیں ابّا جی مرحوم ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب کے پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا، ان میں دادا مرحوم کے کچھ خط بھی تھے۔اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ خط پر دیئے ہوئے پتہ پر خط لکھوں تا کہ آسٹریلوی رشتہ داروں کا پتہ چلے کہ کس حال میں ہیں۔ایک قدرتی جستجو تھی۔آخر کار مجھے ایک عورت ویلری بش کا خط موصول ہوا، اپنا تعارف کراتے ہوئے اس نے بتایا کہ وہ عبدالحکیم مرحوم (جنہیں وہ بچپن میں pop pop کہا کرتی تھی) کی سب سے چھوٹی بیٹی کی بیٹی ہے۔نیز اس کی والدہ، خالائیں اور ماموں تمام وفات پا چکے ہیں۔مجھے مخاطب کرتے ہوئے لکھا اغلباً تم میرے ماموں زاد بھائی ہو وغیرہ وغیرہ۔مزید خط و کتابت میں ویلری نے اپنے خاندان کے بارے میں مزید معلومات مہیا کیں۔جب مَیں نے دادا مرحوم کی قبر کے بارے میں استفسار کیا تو جواباً ویلری نے پوچھا ’’ بتاؤ ان کا مذہب کیا تھا؟ کیا وہ ہندو، عیسائی، یا یہودی تھے؟ تا کہ علاقے کے متعلقہ قبرستانوں کے ریکارڈ سے قبر کی نشاندہی ہوسکے‘‘۔مَیں اس استفسار کو پڑھ کر کچھ عرصے کے لئے سکتے میں آ گیا۔جو آدمی باوجود تمام مشکلات کے اپنے دین سے ساری عمر چمٹا رہا، صرف ایک لغزش کی پاداش میں اپنے ہی بچوں میں اپنی شناخت کھو بیٹھا۔

گزشتہ دنوں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے فرمودہ ترجمۃ القرآن کلاس میں سورہ البقرہ کے سبق نمبر 24، میں آیت نمبر 222 کو انٹرنیٹ alislam.org پر سننے کی سعادت نصیب ہوئی (آیہ مبارکہ کا ترجمہ) ’’اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔اور یقیناً ایک مومن لونڈی، ایک (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسی ہی پسند آئے۔اور مشرک مردوں سے اپنی لڑکیاں نہ بیاہا کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔اور یقیناً ایک مومن غلام، ایک (آزاد) مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں کیسا ہی پسند آئے۔یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے (تمہیں) جنت کی طرف اور بخشش کی طرف بلا رہا ہے۔اور وہ لوگوں کے لئے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضورؒ فرماتے ہیں:

’’بعض لوگ اپنی زندگی مزے میں گزارنے کے لئے ایسی عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں جو ایمان میں کمزور ہوتی ہیں۔**دینی لحاظ سے کمزور عورت نسلیں بگاڑ دیتی** ہے۔وہ خود بھی ایسی باتوں کی طرف مائل ہوسکتے ہیں، جس کی وجہ سے جنت سے محروم ہو جاتے ہیں‘‘۔

مذکورہ بالا قصے کا ماحصل حضورؒ کے اس ارشاد کی صداقت کا عملی ثبوت ہے، اور ہمارے لئے، جو مغربی ممالک میں آکر آباد ہوئے ہیں ایک انتباہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور رحمہ اللہ نے باوجود اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے قرآنِ کریم کے درسوں کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔اسی طرح بچوں کی اردو کلاس شروع فرمائی۔اپنے خطبات اور خطابات میں جماعت کو بار بار توجہ دلاتے رہے کہ مغربی معاشرے کی چکا چوند میں اپنی تہذیب اور معاشرے اور اسلامی اقدار کو نہیں بھولنا۔آپ تنبیہ کرتے رہے کہ ہماری بقا اپنی اسلامی اقدار سے چمٹے رہنے میں ہی ہے۔ہماری ذرا سی بھی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی تہذیب ہمیں اور ہماری نسلوں کو نگل لے گی اور ہماری اقدار تحلیل ہو کر رہ جائیں گی۔یہی یاددہانیاں ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات اور خطابات میں بڑے درد سے کروا رہے ہیں۔

خلیفۂ وقت کی اطاعت اور نظام جماعت سے مسلسل رابطہ، گھروں میں باقاعدہ نمازوں کا اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا اہتمام، بچوں کا اپنی تنظیموں کے اجلاسات میں حصہ لینے کی نگرانی، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدگی، گھر میں ایم ٹی اے کی نشریات کی باقاعدہ اہتمام سے سماعت، جماعتی عہدیداروں سے تعاون، یہ وہ ذرائع (Tools) ہیں جن کی مدد سے ہم خود اور اپنے اہل و عیال کو کشتی نوح میں سوار کر کے اردگرد پھیلے ہوئے ضلالت اور عسیاں کے سیلاب سے بچ نکلنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس رہے اور ہم اپنے فرائض سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمارا اور ہماری نسلوں کا انجام بخیر کرے اور ہم دنیا اور آخرت کی حسنات کے وارث ثابت ہوں۔آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت زرتشت علیہ السلام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/اگست 2005ء میں مکرم انیس احمد ندیم صاحب کے قلم سے حضرت زرتشتؑ کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت زرتشت علیہ السلام (Zoroaster یا Zarathustra) ایران کے ایک پیغمبر اور پارسیوں کے مذہبی رہنما ہیں۔ پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب دنیا کا سب سے قدیم مذہب ہے اور اسے وہ یہود اور ہنود سے بھی قدیم قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایران کی تاریخ اور زرتشتیوں کی مذہبی کتب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ زمانہ حضرت عیسیٰ کی بعثت سے پانچ یا چھ سو سال قبل بنتا ہے اور یہ وقت وہی ہے جب ہندوستان اور اس کے نواح میں بدھ ازم اور چین میں کنفیوشس ازم کی تعلیمات پنپ رہی تھیں۔ فردوسی نے ''شاہنامہ ایران'' میں زرتشت کے ظہور اور ایرانی بادشاہ گشتاسپ کا زمانہ ایک ہی قرار دیا ہے۔ اسلامی مؤرخین کے مطابق یہ مذہب پوری شان وشوکت کے ساتھ تقریباً تین سو سال تک ایران میں رائج رہا اور بعدازاں سکندر اعظم نے حملہ کر کے ایران کی تہذیب اور مذہب دونوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ زرتشتی جب ایران سے برصغیر آئے تو اس علاقے میں پارسی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت زرتشت کی پیدائش کے وقت بہت سے اعجازی نشان ظہور میں آئے۔ آپ کی والدہ نے کم سنی ہی میں رویا میں دیکھا کہ ایک نور اُن کے اندر داخل ہوا ہے۔ پیدا ہونے والا یہ بچہ بھی غیر معمولی صفات کا حامل تھا لیکن آپ کے بچپن اور جوانی کے حالات کا زیادہ ریکارڈ محفوظ نہیں۔ تیس برس کی عمر سے قبل ہی آپ کا مجاہدات کرنا اور آبادی سے دُور غاروں میں چلے جانے کا علم ہوتا ہے۔ اسی دوران ایک دفعہ آپ دریائے ڈیٹی (موجودہ آذربائیجان میں واقع ہے) کے کنارے پر کھڑے تھے کہ آپ نے عالم کشف میں ایک نہایت چمکتی صورت دیکھی۔ یہ واہومان فرشتہ تھا جس نے حضرت زرتشت سے اپنا دنیوی لباس اتارنے کو کہا اور وہ آپ کو لے کر آسمان کی طرف چلا آسمان کے دروازے آپ کے لئے کھولے گئے اور آپ نے خدا تعالیٰ کا جلوہ اور اس کی شان ملاحظہ فرمائی۔ یہیں سے آپ کو تمام ضروری احکام عطا ہوئے اور آئندہ آنے والے حالات کی تفصیل دکھائی گئی۔ حتیٰ کہ آپ کے مشن کی مقبولیت اور اس کے زوال کے حالات بھی کشفاً دکھائے گئے۔ پارسیوں کی اصطلاح میں اس روحانی نظارہ کو پہلی کانفرنس یا پہلی ملاقات کہا جاتا ہے۔ بعد میں اس طرح کی چھ مزید کانفرنسوں کا ذکر ملتا ہے۔ جس کے بعد حضرت زرتشت کی آزمائش کی گئی اور آپ اپنی دعاؤں اور عبادت کے ذریعہ سے اس ابتلاء سے بچ نکلے۔

آپ کے ظہور کے وقت ایران میں لامذہبیت کا تاریک دَور تھا جہاں برق وباد اور طوفانوں تک کی پرستش کی جاتی تھی اور قوم کی اخلاقی حالت بھی نہایت ابتر تھی۔ ان ناموافق حالات میں زرتشت نے ''اندیشہ نیک، گفتار نیک، اور کردار نیک'' کا ماٹو اپنی قوم کو دیا اور یہی اس دین کی بنیادی تعلیمات قرار پایا۔

تبلیغ دین کیلئے آپ نے انتھک محنت سے کام لیا آذربائیجان سے چین کے بعض علاقوں پھر ترکستان اور فارس میں آپ نے اس ماٹو کا پرچار کیا لیکن ہر طرف سے مخالفت اور ہنسی سے آپ کو جواب دیا گیا۔ اس مخالفت سے تنگ آکر آپ نے خدا کے حضور التجا کی اور آپ کو حکم ہوا کہ ایران کے بادشاہ گشتاسپ (وشتاسب) بن لہراسپ کے پاس جاؤ۔ آپؑ وہاں گئے تو دربارشاہی میں آپ کا مناظرہ ہوا جس میں آپ غالب رہے جس پر آپ کو ساحر اور جادوگر بھی کہا گیا اور آپ کو شاہی محل میں قید کرلیا گیا اور اسی قید میں بادشاہ پر حقیقت ظاہر ہوئی اور وہ آپ پر ایمان لے آیا اور اس کے ساتھ شاہی خاندان اور اہل فارس جوق در جوق اس نئے مذہب کو قبول کرنے لگے۔ اسی عرصہ میں ایک برہمن پنڈت کے ذریعہ سے یہ پیغام ہند میں پہنچا اور بعض لوگوں نے اسے قبول کرلیا۔

شہر شیز میں مجوسیوں کا ایک عظیم الشان آتش کدہ ہے جسے زرتشتؑ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زرتشت جبل سیلان سے اس شہر میں آئے تھے اور لوگوں کے سامنے اپنی مقدس کتاب ''اوستا'' یا ''ژند اوستا'' پیش کی تھی۔

ژند اوستا (Zend-Avesta) پارسیوں کی مذہبی کتاب ہے جس کے چار حصے ہیں، پہلے حصے میں سے ایک گاتھاز کہلاتا ہے جو حضرت زرتشت کی ملفوظات اور نصائح پر مشتمل ہے اور آخری حصہ خورد اوستا کہلاتا ہے جو عام پارسی پڑھتے ہیں باقی کتاب صرف زرتشتی پادری یا مولوی ہی پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح ان تعلیمات پر مشتمل دو دفاتر ہیں ایک تو یہ ژند اوستا ہے اور دوسرا دفتر دساتیر کہلاتا ہے، دساتیر دستور کی جمع ہے جس کا مطلب ہے شرائع اور قوانین۔ انہی دساتیر میں حضرت زرتشتؑ کی وہ تفصیلی پیشگوئیاں درج ہیں جو عرب میں ایک نبی کی بعثت اور آپ کے تین ہزار سال بعد ایک فارسی موعود سے متعلق ہیں۔ ایک پیشگوئی ہے کہ: ''چوں چنیں کارہا کنند از تازیاں مردے پیدا شود کہ از پیروان او......'' ترجمہ:۔ یعنی ''جب ایرانی ایسے کام کریں گے کہ شریعت پر عمل چھوڑ دیں گے اور ان میں بدیاں پھیل جائیں گی تو ایک مرد خدا پیدا ہوگا جس کے پیروکاروں کے ذریعہ ایران فتح ہوگا اور بت کدہ کی بجائے خانہ آباد (خانہ کعبہ کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے) کو بتوں سے پاک کر کے مرکز عبادت بنایا جائے گا''۔ اس پیشگوئی کے اگلے حصے میں مدائن اور نواحی علاقوں کی فتح کی خبر دی گئی ہے۔ اور اس فتح کے ساتھ اس نبی کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ ''ایشاں مردے باشد سخنور وسخن او درہم پیچیدہ'' یعنی وہ نبی صاحب کلام (شریعت) ہوگا اور اس کا کلام اسرار و رموز اور بلیغ زبان پر مشتمل ہوگا۔

زرتشتی عقائد میں وحدانیت Monotheism اور تقدیر شر Dualism خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کئی فرشتوں کے نام بھی ان کی کتب میں مذکور ہیں، شیطانی طاقت کے بھی قائل ہیں جس کو آہرمان کہتے ہیں یہ عقیدہ بدلتا ہوا اب یہ صورت اختیار کر گیا ہے کہ دو خداؤں کا تصور جڑ پکڑ گیا ہے ایک نیکی کا اور دوسرا بدی کا۔ اسی طرح نبوت، وحی، جزا سزا اور حیات آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''اس مذہب کے عقائد اسلام سے ملتے ہیں۔ اعمال میں وضو تیمّم اور نماز بھی پائی جاتی ہے اور دوزخ اور بہشت کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کا سب سے بڑا اختلاف دوسرے مذاہب سے یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا جلوہ آگ اور سورج کو یقین کرتے ہیں اس لئے اس کی عام طور پر پوجا کرتے ہیں۔ اس کے بعد پانی اور ہوا کے عناصر کے بھی پرستار ہیں......مُردوں کو...... نہ جلاتے ہیں نہ دفن کرتے ہیں بلکہ گدھوں کو کھلاتے ہیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے ایک جگہ بنائی ہوئی ہے جسے دغمہ کہتے ہیں، انگریزی میں اس کا جو نام ہے اس کا ترجمہ ہے: مینار خاموشی''۔

آگ زرتشتیوں کی پہچان ہے لیکن بعض پارسی اس بات سے منکر ہیں کہ وہ آتش پرست ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سورج، پانی، مٹی، اجرام فلکی اور آگ کو خدا کے عطیات کے طور پر یاد رکھتے ہیں۔ البتہ موجودہ زرتشتی عبادتگاہیں آتشکدہ کے نام سے ہی مشہور ہیں اور آگ ان میں ہمیشہ جلتی رہتی ہے اور ان کے دعویٰ کے مطابق مسلسل اڑھائی تین ہزار سال سے جل رہی ہے۔

پارسی اپنا مُردہ کسی کھلی جگہ یا خاموش مینار میں چھوڑ دیتے ہیں تا کہ اسے جانور وغیرہ کھا جائیں۔ دفن نہ کرنے کی وجہ یہ عقیدہ ہے کہ ایسا جسم جس سے روح نکل چکی ہو، یہ نجس ہے اور اس لائق نہیں کہ مٹی، پانی یا آگ میں ڈالا جائے جو پاک عناصر ہیں۔

خاموش مینار نہایت قابل دید صورت میں تعمیر کئے جاتے ہیں۔ یہ مینار اس لحاظ سے بھی پراسرار ہیں کہ ان کے اس حصے میں کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں ہوتی جہاں میت رکھی جاتی ہے حتیٰ کہ قریبی عزیز بھی نہیں۔ اور وہ منظر نہایت کراہت والا معلوم ہوتا ہے جب ان میناروں کے اوپر گدھوں کے جھنڈ کے جھنڈ اس انتظار میں اڑتے نظر آتے ہیں کہ کب لوگ یہاں سے جائیں اور وہ میت کی چیر پھاڑ شروع کریں۔

حضرت عمر کے عہد میں 16ھ میں مدائن فتح ہوا جو ایران کا پایہ تخت تھا اور حضرت سعد جو اسلامی لشکر کے کمانڈر تھے انہوں نے مدائن کے سفید محلات کو دیکھتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اُس وقت زرتشت ازم ہی ایران کا سرکاری مذہب تھا۔ مسلمانوں کی دی ہوئی مذہبی آزادی کی وجہ سے دسویں صدی عیسوی تک بھی (جب مسلمانوں کو ایران میں داخل ہوئے تین سو سال ہو چکے تھے) فارس کے کئی شہروں میں آتش کدے موجود تھے جہاں عبادت ہوتی تھی۔ اور نئے معابد تعمیر بھی ہوتے تھے۔

عظیم مسلمان صوفی کبیرؔ

ہفت روزہ ''بدر'' ۲۳/اگست ۲۰۰۵ء میں صوفی کبیرؔ کے بارہ میں مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

کبیر ایسے عظیم صوفی اور شاعر ہیں جو بیک وقت ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کے لئے قابل احترام ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات میں تین جگہ کبیرؔ کا ذکر آتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: ''انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے، اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اُس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے کہ

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام
ہوتے گھر اونچ کے، ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی ذات بافندہ پر نظر کر کے شکر کرتا''۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی آپ کے کلام کو اپنے ارشادات میں استعمال کیا ہے۔

کبیرؔ کی سوانح میں اتنی آمیزش ہو چکی ہے کہ حقیقت پہچاننا مشکل امر ہے۔ تاہم اُن کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا عابد کامل تھا جو صاف گو اور بے خوف تھا اور جبر کے خلاف آواز بلند کرنے والا تھا۔ کبیرؔ کی پیدائش ۱۳۹۸ء میں ہوئی۔ والد کا نام نیرو اور والدہ کا نیما تھا جو ذات کے جولاہے اور مسلمان تھے اور بنارس کے گردونواح میں رہتے تھے۔ کبیرؔ کے والد شریعت کے پابند تھے۔ کبیرؔ کا میلان بھی آغاز سے ہی روحانیت کی طرف تھا۔ گو آپ نے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی لیکن نہایت تیز فہم اور غیر معمولی قابلیت کے حامل تھے۔ اگرچہ کپڑا بننے کے پیشہ سے ہی منسلک ہوئے لیکن روحانیت میں ترقی کرتے چلے گئے۔ کئی فقراء سے بھی اُن کی ملاقات ہوئی۔ اُن کے کلام میں اُن کے مرشد سے متعلق کئی اشارے ملتے ہیں۔ آپ توحید کے قائل اور فنافی اللہ کے مقام تک پہنچے ہوئے تھے۔

کبیرؔ کی اہلیہ کا نام لوئی تھا جس سے آپ کا ایک بیٹا کمال اور بیٹی کمالی ہوئے۔ کبیرؔ نے کئی علاقوں کی سیاحت بھی کی جن میں بہار، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، راجھستان اور پنجاب شامل ہیں۔ نیز آپ بلخ، بخارا، بغداد، کربلا اور غالباً مکہ بھی گئے۔ اسی لئے آپ کے کلام میں بھی کئی زبانوں کے الفاظ ملتے ہیں جس میں کئی مقامی زبانوں کے علاوہ سنسکرت، عربی اور فارسی شامل ہیں۔ آپ نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔ بنارس میں آپ کے نام پر ایک محلّہ بھی آباد ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
15th December 2006 – 21st December 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th December 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 MTA Travel: A travel programme.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 248, Recorded on 12/02/1997.
02:35 Seerat-un-Nabi: A seminar on the topic of 'The Love of God'.
03:20 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:15 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 156, Recorded on 28th October 1996.
05:20 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor. Recorded on 13th November 2003.
07:55 Le Francais C'est Facile: No. 84
08:20 Siraiki Service
09:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 46, Recorded on 4th August 1995.
10:20 Indonesian Service
11:20 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:25 Bangla Shomprochar
15:25 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:15 Friday Sermon [R]
17:15 Interview: An interview with Syed Ali Ahmad Tahir about the persecution of Ahmadi's in Pakistan.
18:05 Le Francais C'est Facile: No. 84 [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Urdu Mulaqa'at: Session 46 [R]
23:30 MTA Travel: A travel programme showing the Canadian city of Vancouver.

Saturday 16th December 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: No. 84
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 249, Recorded on 17/02/1997.
02:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 15th December 2006.
03:40 Bangla Shomprochar
04:45 Interview: An interview with Syed Ali Ahmad Tahir about the persecution of Ahmadi's in Pakistan.
05:35 MTA Travel: A travel programme
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 12th November 2006.
08:10 Ashab-e-Ahmad
08:55 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:00 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:10 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10/02/1984. Part 1.
18:05 Australian Wild Life: A documentary showing the Wild life of Australia. Part 2.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:05 Ashab-e-Ahmad
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 17th December 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Quiz Programme
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 250, Recorded on 18/02/1997.
02:50 Ashab-e-Ahmad
03:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 15th December 2006.
04:30 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:35 Australian Wild Life
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor . Recorded on 7th March 2004.
08:05 Learning Arabic: Programme No. 10
08:35 MTA Travel
09:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:05 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 31st March 2006.
12:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 15th December 2006.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:05 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th November 1994. Part 2.
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 251, Recorded on 19/02/1997.
20:25 MTA International News Review [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:00 Huzoor's Tours [R]
22:55 Ilmi Khutbaat

Monday 18th December 2006

00:05 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:10 Learning Arabic, Programme No. 10
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 251, Recorded on 19/02/1997.
02:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 15th December 2006.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th November 1994. Part 2.
05:05 Ilmi Khutbaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 18th April 2004.
08:15 Le Francais C'est Facile, Programme No. 32
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 22, Recorded on 9th March 1998.
10:00 Indonesian Service
10:50 Signs of the Latter Days
11:55 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bengali Service
14:15 Friday Sermon: recorded on 20/01/2006.
15:30 Signs of the Latter Days [R]
16:25 Medical Matters: A health related programme about heart disease.
17:05 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 252, Recorded on 24/02/1997.
20:30 MTA International Jama'at News
21:00 Spotlight: Quran and Bible Seminar: a speech delivered by Nasir Ahmad Anjum Sahib. Recorded on 26th June 2006.
21:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:50 Friday Sermon: recorded on 20/01/2006 [R]
00:00 Medical Matters [R]

Tuesday 19th December 2006

00:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 252, Recorded on 24/02/1997.
02:25 Friday Sermon: recorded on 20/01/2006.
03:35 Le Francais C'est Facile, Programme No. 32
04:05 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 22, Recorded on 9th March 1998.
05:05 Signs of the Latter Days
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:15 Children's Class with Huzoor. Recorded on 30th January 2004.
08:30 Learning Arabic, programme No. 10
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd December 1995. Part 1.
10:05 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
11:55 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bengali Service
14:05 Jalsa Salana Holland 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Holland. Recorded on 18th June 2006.
15:00 Seminar: Speeches delivered by Hafiz Muhammad Nasrullah and Dr. Sultan Ahmad.
15:55 Children's Class [R]
16:55 Learning Arabic, programme No. 10 [R]
17:25 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Children's Class [R]
22:20 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:00 Seminar [R]

Wednesday 20th December 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10 Learning Arabic, Programme No. 10
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 253 Recorded on: 25/02/1997.
02:40 Jalsa Salana USA 2003: Proceedings of the second day of Jalsa Salana USA 2003 including speeches by various speakers. Recorded on: 28th June 2003.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd December 1995. Part 1.
05:00 Seminar
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 10th January 2004.
08:15 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th January 1996. Part 1.
09:40 Children's Workshop
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10 Bengali Service
14:10 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 02/07/1982.
14:30 Seminar
15:20 MTA Variety: A cooking programme teaching you how to prepare fish curry.
15:40 Jalsa Speeches: A speech delivered by Dr. Abdul Ghaffar about 'The Holy Prophet (saw)' on the occasion of Jalsa Salana Germany. Recorded on: 25th August 2001.
16:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
17:20 Children's Workshop [R]
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 254, Recorded on: 26/02/1997.
20:35 MTA International News Review
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:20 Jalsa Speeches [R]
23:10 From the Archives [R]
23:35 Children's Workshop [R]

Thursday 21st December 2006

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 254, Recorded on: 26/02/1997.
02:25 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:50 Hamari Kaa'enaat
03:20 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on: 02/07/1982.
03:40 Seminar
04:30 Children's Workshop
04:55 MTA Variety: A cooking programme teaching you how to prepare fish curry.
05:25 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 9th May 2004.
08:10 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 29, Recorded on 27/11/1994.
09:10 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:05 Indonesian Service
11:05 Al Maa'idah: A cookery programme
11:40 Medical Matters – a programme in Pushto taking a look at hepatitis.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:25 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 157, Recorded on 29th October 1996.
15:30 Huzoor's Tours [R]
16:35 English Mulaqa'at, Session 29 [R]
17:40 Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session 157 [R]
22:05 Seerat-un-Nabi: A seminar on the topic of 'The Love of God'.
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday December 08, 2006 | Issue No. 49

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

آسمانی تیروں اور تبلیغی ہتھیاروں سے
قتلِ دجّال

قرآن وحدیث کے باریک مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قتل دجّال رات کے آسمانی تیروں (یعنی متضرعانہ دعاؤں اور دلائل وبراہین کے کارگر اور مؤثر ترین ہتھیاروں) سے مقدر ہے۔ مبشرین احمدیت ایک صدی سے جس شان کے ساتھ جہاد بالقرآن کا یہ فریضہ ادا کر رہے ہیں اُس کی چندمثالیں قارئین کے ازدیاد ایمان کے لئے زیب قرطاس کی جارہی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

الوہیت مسیح پر کامیاب مذاکرہ

استاذی المکرّم مولانا ابوظفر عبدالرحمٰن مبشر سابق استاذ مدرسہ احمدیہ قادیان و امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان (ولادت اگست 1908ء۔ وفات 5 نومبر 1990ء) کا بیان ہے کہ:

''تقسیم ملک سے پہلے کا واقعہ ہے کہ عبدالمجید خان صاحب آف ویرووال جو ایک نہایت مخلص احمدی ہیں قادیان سے خاکسار کو اپنے گاؤں ویرووال ضلع امرتسر لے گئے ۔ وہاں پر جناب پادری میلارام صاحب سے جو عیسائیوں کے مشہور مناد اور مناظر تھے الوہیت مسیح پر مناظرہ قرار پایا تھا۔ محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مرحوم آف موگا (جو احمدیت کے غیر مذاہب کے مقابلہ میں ایک نہایت نڈر مرد میدان اور پہلوان تھے) ہماری طرف سے جلسہ کے صدر مقرر ہوئے اور خاکسار اس میں مناظر تھا۔ دوران مناظرہ میں خاکسار نے الوہیت مسیح کے خلاف بائبل سے ہی نہایت قوی دلائل پیش کئے۔ ایک عجیب لطیفہ یہ بھی ہوا کہ پادری میلارام صاحب نے لوگوں کو الوہیت مسیح کا مسئلہ سمجھانے کے لئے ایک غبارہ جس سے بچے کھیلتے ہیں اور جس میں ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو جس طرح اس غبارہ میں ہوا بھری ہوئی ہے اور اوپر سے فقط ایک جھلّی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح میں الوہیت سرایت کئے ہوئے تھی۔ اور یہ کوئی اتنا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے کہ کسی کو سمجھ میں نہ آسکے ۔ اس دلیل کو سُن کر عیسائی بہت خوش ہوئے اور گردنیں اٹھا اٹھا کر ہماری طرف دیکھنے لگے کہ اس آسان اور عمدہ دلیل کا احمدی مناظر پر کیا اثر ہوتا ہے۔

خاکسار نے اپنی ٹرن میں اُسی طرح کا ایک غبارہ حاصل کرلیا۔ اور اپنی باری آنے پر اُسے اونچا کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ بس یہی ایک دلیل ہے جو پادری صاحب نے تصویری رنگ میں الوہیت کے متعلق دی ہے۔ مَیں نے اس غبارہ کو اپنے ہاتھ پر زور سے مارا اور وہ پھٹ گیا۔ اب وہ پھٹا ہوا خالی غبارہ پکڑ کر لوگوں کو دکھایا کہ دیکھو جس طرح اس غبارے کا حشر ہوا وہی ان کی دلیل کا حشر ہوا بلکہ الوہیت مسیح کا وہی حشر ہوا۔ یعنی جس طرح غبارہ پھٹنے سے ہوا نکل گئی اسی طرح بقول عیسائیاں اُن کے مسیح کے صلیب پر مرنے سے الوہیت بھی ختم ہوگئی۔ اس کا حاضرین مجلس پر بہت بڑا اثر ہوا۔ اور جناب پادری صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پادری صاحب کی طرف سے یہ کوئی وزنی دلیل نہیں تھی، صرف وقتی طور پر ایک تماشہ تھا جو انہوں نے لوگوں کو دکھایا اور مَیں نے بھی اُسی وقت اُن کا توڑ سوچ لیا۔ درحقیقت عیسائیوں کے پاس الوہیت مسیح کے عقیدہ کی تائید میں کوئی بھی پختہ دلیل نہیں۔ حضرت مسیح کو خدا کہنا عیسائیوں کی ایک بناوٹ ہے اور بناوٹ کبھی صداقت نہیں بن سکتی''۔ (''برھان ہدایت''۔ صفحہ 176-177۔ رحمانیہ منزل ڈیرہ غازیخان۔اشاعت 1967ء)

❁❁❁❁❁❁❁

ایک مرتد عیسائی
دوبارہ حضرت خاتم النبیّینؐ کے قدموں میں

مجاہد انڈونیشیا حضرت مولانا محمد صادق صاحب سماٹری (ولادت 1909ء ۔وفات 1980ء) کے قلم مبارک سے کسر صلیب کا ایک ایمان افروز واقعہ۔ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ مَیں چند عیسائیوں سے گفتگو کر رہا تھا تو ایک نوجوان عیسائی مسمّٰی برہان آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ عیسائیت کے سوا کسی اور مذہب میں حقیقی خوشی اور سچا اطمینان حاصل ہونا ناممکن ہے۔ مَیں پہلے مسلمان تھا آخر عیسائی ہوگیا ہوں۔

مَیں نے اُسے کہا: برہان وہ کونسی خوبی ہے جو عیسائیت میں ہے لیکن اسلام میں نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے تم نے اسلام کو چھوڑا اور عیسائی بن گئے؟ کہنے لگا: مَیں یہاں نہیں بتانا چاہتا۔ مَیں آپ کے گھر میں آکر بتاؤں گا۔ مَیں نے کہا: کب آؤ گے؟ کہنے لگا: آج ہی عصر کے بعد۔ دوسرے عیسائیوں نے اُسے منع کیا لیکن اس نے مجھ سے پختہ وعدہ کیا کہ وہ ضرور آئے گا۔

چنانچہ وہ آیا اور اس نے بتایا کہ اس کی ماں مسلمان ہے لیکن باپ چینی غیر مسلم ہے اس لئے لوگ اُسے حرامزادہ کہتے تھے (واقعہ لمبا ہے، مختصر کرتا ہوں) اس کی وجہ سے اُسے بڑا دکھ ہوتا تھا۔ شکایت کرنے پر مسلمان علماء نے کہا کہ اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ آخر وہ ایک دن گرجے میں پہنچا تو پادری سے اُس نے سوال کیا کہ حرامزادوں کے لئے بھی عیسائیت میں اطمینان حاصل کرنے کا کوئی راستہ ہے ۔ پادری نے جواب دیا کہ ہاں جو شخص یسوع مسیح پر ایمان لے آئے وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس میں اور دوسروں میں کوئی امتیاز نہیں رہتا ۔ یہ بیان کر کے کہنے لگا کہ پھر مَیں نے گرجے میں باقاعدہ آنا شروع کیا اور عیسائی بن گیا۔

یہ ساری باتیں سن کر مَیں نے اُسے کہا کہ کیا تم نے سارا بائبل پڑھا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ مَیں نے کہا: اسی لئے تم عیسائی بھی بن گئے۔ اگر تم بائبل کو پڑھ لیتے تو تم کبھی عیسائی نہ بن سکتے تھے اور پادری صاحب نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔

حیران ہوکر کہنے لگا کیوں؟ مَیں نے کہا کہ بائبل کی کتاب استثناء کی فصل 23 آیت 2 میں لکھا ہے کہ حرامزادہ دسویں پشت تک پاک نہیں ہوسکتا اور نہ وہ خدا کی جماعت میں داخل ہوسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں نے بائبل سے وہ حوالہ نکال کر اُسے دکھایا۔ وہ دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا۔ اور بائبل بغل میں دبائے اپنے پادری کے پاس گیا اور وہ حوالہ اسے دکھا کر کہنے لگا: ذرا مجھے سمجھایئے کہ بائبل کیا کہتی ہے۔ پادری صاحب بولے کیا مَیں نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ محمد صادق سے تعلق نہ رکھو۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے برہان کو گرجے سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

بُرہان پھر میرے پاس آیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ فالحمدللّٰہ''۔ (ایضًا صفحہ 197-199)

❁❁❁❁❁❁❁

انگریز پادری کی اخلاقی موت
اور شکست فاش

حضرت ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹوی آف کراچی، سابق سردار منگل سنگھ موضع کونٹھ متصل قادیان (ولادت 28 جنوری 1898ء ۔ وفات غالبًا 30 مارچ 1971ء) کا رقم فرمودہ واقعہ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عطا فرمودہ آسمانی اسلحہ کی زبردست قوت وشوکت کا پتہ چلتا ہے ۔ حضرت ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''دوران قیام لاہور میڈیکل ہوسٹل کا واقعہ ہے کہ وہاں کالج کے ہوسٹل میں میرے ساتھ کئی دوسرے طلباء بھی مقیم تھے جنہیں مَیں تبلیغ کرتا رہتا تھا۔ ایک طالبعلم جن کا نام جلال الدین تھا جو میرے کلاس فیلو ہونے کے علاوہ روم فیلو بھی تھا وہ کافی عرصہ سے عیسائیت سے متأثر تھا۔ ایک دن مَیں نے انہیں ایک انگریز پادری کے نام درخواست لکھتے ہوئے دیکھ لیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ''مجھے دین اسلام میں کوئی حقیقت نظر نہیں آتی اور مسلمانوں کی حالت بھی گری ہوئی ہے ۔ مجھے دین مسیح میں سچائی نظر آتی ہے اور مسیحی لوگ بھی اچھے بااخلاق اور Forword ہیں اس لئے مَیں بپتسمہ لینا چاہتا ہوں ۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے وقت دیں''۔ مَیں نے جب ان کی یہ درخواست دیکھی تو میرے دل میں ایک زبردست تحریک پیدا ہوئی کہ انہیں پُرحکمت طریق سے اس ارادے سے باز رکھنا چاہئے۔

مَیں نے انہیں کہا کہ بھائی جلال الدین! مَیں نے آپ کی یہ چٹھی پڑھ لی ہے۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ واقعی مسلمانوں کی حالت بہت گری ہوئی ہے اور قابل اصلاح ہے۔ کیوں نہ ہم دونوں اکٹھے ہی پادری صاحب کے پاس چلیں اور اکٹھے ہی بپتسمہ لیں ۔ اس پر وہ بہت خوش ہوا کہ مجھے ایک اور ساتھی اور ہمنوا مل گیا ہے۔ اور کہنے لگا ضرور آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ مقررہ دن جو غالبًا اتوار کا دن تھا ہم دونوں اکٹھے عیسائیت کے تبلیغی مرکز میں پہنچ گئے۔ پادری صاحب کو اطلاع کروائی کہ دو متلاشیان حق بپتسمہ لینے آگئے ہیں ۔ آپ تشریف لے آئیں ۔ پادری صاحب کے ارشاد کے مطابق ہمیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں چائے اور بسکٹ پیش کئے گئے ۔ چائے نوشی کے دوران میں مَیں نے ڈاکٹر جلال الدین سے کہا کہ ہم ایک بہت بڑا قدم اٹھانے لگے ہیں یعنی اسلام چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں ہم نے چلے جانا ہے اگر آپ اجازت دیں تو پادری صاحب سے مَیں کچھ اپنے شکوک بھی رفع کرلوں ۔ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں ۔ آپ ضرور پادری صاحب سے تسلّی کریں ۔ اتنے میں پادری صاحب بھی تیار ہوکر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ مَیں نے عرض کی کہ پادری صاحب بپتسمہ لینے سے قبل مَیں جناب سے اپنی تسلّی کے لئے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں ۔ ان کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی مَیں نے اُن پر سوال کردیا کہ یسوع مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہمارے سب گناہ معاف ہوجائیں گے ۔ پادری صاحب نے کہا: ہاں! ۔ پھر مَیں نے پوچھا کہ کفارہ پر ایمان لانے سے کیا یہ فائدہ بھی پہنچتا ہے کہ انسان سے گناہ کی طاقت ہی سلب ہوجاتی ہے یا یہ کہ انسان جو بھی گناہ کرے وہ سب معاف ہوتے جاتے ہیں ۔ میرا یہ سوال سنتے ہی وہ غصّہ میں آکر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے چلاّ کر کہا:

"You are Qadianies,get away from here"

تم لوگ قادیانی ہو یہاں سے چلے جاؤ۔

میرا ساتھی پادری صاحب کے اس رویّہ کو دیکھ کر سخت حیران رہ گیا۔ مَیں نے کہا کہ آپ تو اس کے اخلاق کی بہت تعریف کرتے تھے کیا بااخلاق آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اس پر ڈاکٹر جلال الدین صاحب نے کہا کہ اس وقت پادری صاحب کا موڈ ٹھیک نہیں ہے چلو پھر کسی وقت آئیں گے۔ چنانچہ ہم کمرے سے باہر اٹھ کر کمپاؤنڈ میں آئے تو کچھ مہتر لوگ جو عیسائی ہوگئے تھے بن ٹھن کر گرجا میں جانے کے لئے جمع ہو رہے تھے ۔ مَیں نے انہیں دیکھ کر کہا کہ ڈاکٹر صاحب انہیں دیکھ لو۔ بپتسمہ لینے کے بعد یہی ہماری برادری ہوگی، انہیں میں ہمارے رشتے ناطے ہوں گے اور انہیں میں ہمارا اٹھنا بیٹھنا اور آنا جانا ہوگا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے تنگ کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا ۔ ہم ایسے لوگوں میں کبھی شامل نہیں ہوسکتے۔

مَیں نے واپس آکر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور ایمان افروز کتاب ''کشتی نوح'' پڑھنے کے لئے دی جس میں حضور علیہ السلام نے اسلام کی پاکیزہ تعلیم، اسلام اور عیسائی عقائد کا موازنہ نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں فرمایا ہے۔ درحقیقت یہ کتاب روحانی پیاسوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ کتاب پڑھنی شروع کردی۔ اس کتاب کا ہر لفظ، ہر سطر اور ہر صفحہ اُن کے گوشۂ دل میں اُترتا چلا گیا۔ جب کتاب کے اختتام پر پہنچے تو باطل کی ظلمت کافور ہوچکی تھی اور حق کی روشنی نے اس کی جگہ لے لی تھی۔

(باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں